ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۵/جون ۱۹۹۸ء شمارہ ۲۳

۹/صفر ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۵/احسان ۱۳۷۷ ہجری شمسی

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جرمنی میں ورود مسعود

مجلس انصار اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماعات سے خطابات، مجالس عرفان اور جرمن و عرب مہمانوں کے ساتھ دلچسپ مجالس سوال و جواب، انفرادی و اجتماعی ملاقاتوں کے ایمان افروز پروگرام

(حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جرمنی کے سفر ۱۴/مئی تا ۲۶/مئی ۹۸ء کی مختصر رپورٹ)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۴/مئی ۱۹۹۸ء بروز جمعرات صبح گیارہ بجے مسجد فضل لندن سے جرمنی کے لئے عازم سفر ہوئے۔ مسجد فضل لندن میں کثیر تعداد میں احباب جماعت اس وقت موجود تھے۔ حضور انور نے تمام افراد کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا اور دعا کے ساتھ سفر کا آغاز فرمایا۔

شام ساڑھے نو بجے فرینکفرٹ کی حدود سے باہر ایک مقام پر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے مع ایک وفد کے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ رات دس بجے مسجد نور فرینکفرٹ پہنچنے پر قریباً تین صد احمدی احباب نے اپنے محبوب امام کا قطاروں میں کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ کچھ ہی دیر بعد حضور انور نے مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھائیں اور نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد چند منٹ کے لئے مسجد میں ہی تشریف فرما ہو کر مکرم امیر صاحب جرمنی سے بعض امور کے بارے میں استفسار فرمایا۔

افتتاح سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی

مورخہ ۱۵/مئی بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوپہر بارہ بجے کے بعد Bad Kreuznach کے لئے روانہ ہوئے جہاں مجلس انصار اللہ جرمنی کا ۱۸واں سالانہ اجتماع منعقد ہونا تھا۔ مقامِ اجتماع پر دوپہر ایک بج کر پچاس منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب عمل میں آئی اور حضور انور نے لوائے انصار اللہ اور جرمنی کا جھنڈا لہرایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور مارکی میں تشریف لائے

بقیہ صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اپنے دلوں میں ایک لَو لگا لو کہ تم زندگی کے آخری سانس تک خدا کی راہ میں خدمت دین کے لئے جو کچھ بھی ہے خرچ کرتے رہوگے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۲/مئی ۱۹۹۸ء)

بادکروئزناخ، جرمنی (۲۲/مئی) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ بادکروئزناخ میں ارشاد فرمایا جہاں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا ۱۹واں سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ محمدؐ کی آیت ۳۹ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اس خطبہ کے ساتھ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کا آغاز ہو رہا ہے مگر خطبہ کے مضمون کا خدام الاحمدیہ سے یا صرف جماعت جرمنی سے تعلق نہیں بلکہ تمام دنیا کی جماعتوں سے تعلق ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت جرمنی کی اکثریت سے مجھے مالی قربانی کے متعلق کوئی شکوہ نہیں۔ جماعت جرمنی مالی قربانی میں بہت آگے بڑھی ہوئی ہے۔ اور مسلسل ہر آواز پر لبیک کہتی ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ بعض سننے والے سمجھ جائیں کہ وہ اس تحریک کے خاص طور پر مخاطب ہیں ان کو اس امر کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید کا یہ بیان بہت سچا ہے کہ جو خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں ان کا بخل خود ان کے نفوس ہی کے خلاف ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو روحانی نقصان تو پہنچتا ہی ہے مالی نقصان بھی پہنچتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو فراخی میں خرچ کرتے ہیں ان پر بھی اللہ رحم فرماتا ہے لیکن ان کو بہت پسند فرماتا ہے جو تنگی کے باوجود خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ مگر اس نیت سے تنگی میں خرچ نہ کریں کہ اس کے بدلے تنگی دور ہو گی۔ بلکہ اپنی نیتوں کو بالکل پاک و صاف کریں اور خدا کی رضا کو پیش نظر رکھیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر خدانخواستہ جماعت جرمنی کے ان احمدیوں کو جو اللہ کے فضلوں کے وارث بنائے گئے ہیں اور جن کے مالی حالات اچھے کر دئے گئے ہیں یہ گمان گزرے کہ یہ جماعت ہم پر چل رہی ہے اور ہمارے چندوں کی محتاج ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں دور کر دے گا اور ان کی جگہ اور لے آئے گا اور ثابت کر دے گا کہ اللہ ہی ہے جو ضرورتیں پوری کرنے والا ہے اور جیسے وہ چاہے گا وہ پورا فرمائے گا۔

باقی صفحہ ۱۲ پر

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۱٦/مئی ۱۹۹۸ء :

آج بچوں کی کلاس مکرم و محترم عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن کے ساتھ ریکارڈ کی گئی۔ امام صاحب نے بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سفر پر تشریف لے گئے ہوئے ہیں اور آپ نے ہدایت فرمائی ہے کہ میری غیر حاضری میں بچوں کی یہ اہم کلاس جاری رہنی چاہئے۔ حسب معمول کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تلاوت قرآن کریم بالکل صحیح ہونی چاہئے جو آج ایک دو جگہ سے ٹھیک نہ تھی۔ آپ نے کلاس کے نگرانوں کو ہدایت دی کہ اس پروگرام میں آنے سے پہلے بچوں سے سن لینا چاہئے۔ آج کی کلاس میں قرآن مجید کی تلاوت اور صحیح تلفظ اور ترجمہ وغیرہ امور پر بات ہوئی کیونکہ قرآن سب سے پیاری سب سے مقدس اور سب سے اعلیٰ اور سب سے محبوب اور سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کے آداب پر ایک تقریر پڑھی گئی۔ اور بہت سی متعلقہ باتوں کے علاوہ سجدہ تلاوت کی وضاحت کی گئی۔

اتوار، ۱۷/مئی ۱۹۹۸ء :

آج حضور ایدہ اللہ کے ساتھ انگریزی بولنے والے زائرین کی ملاقات کا دن تھا لیکن تمام بوسنین زائرین جو Rugby میں ٹھہرے ہوئے تھے مدعو تھے۔ ان میں کوسووا اور سرائیوو کے سرکردہ مہمان شامل تھے۔ مہمانوں میں قابل ذکر تعداد مردوں، خواتین اور بچوں کی تھی۔ محترمہ فریحہ صاحبہ نے مترجم کے فرائض انجام دئے۔ یہ ایک پرانی ریکارڈنگ تھی جو نشر ہوئی۔

☆...... محترمہ فریحہ صاحبہ نے بتایا کہ انہوں نے جب احمدیت کو ایک اور بوسنین خاتون سے متعارف کرانا چاہا تو اس نے انہیں تنبیہ کی کہ اگر آپ نے کسی اور نبی کو قبول کیا تو آپ کے تعلقات آنحضرت ﷺ سے ٹوٹ جائیں گے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ لگتا ہے کسی مُلّاں نے ان کو غلط باتیں بتائی ہیں۔ اسلام ہی صرف ایسا مذہب ہے جس نے تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔ آپ ان سے پوچھیں کہ اگر آپ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ پر ایمان لائیں گی تو کیا آنحضرت ﷺ سے آپ کا رشتہ ٹوٹ جائے گا؟ رشتہ تو تب ٹوٹے گا اگر وہ ان سب انبیاء پر ایمان نہیں لائیں گی۔ اور اس صورت میں آپ آنحضرت ﷺ سے دور ہو جائیں گی۔ آپ ان سے پوچھیں کہ عیسیٰؑ جو حضرت موسیٰؑ کے سلسلہ کے نبی تھے قریباً دو ہزار سال پہلے آئے۔ اگر آپ موسیٰ کے عیسیٰ پر ایمان لائیں تو رشتہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر محمد ﷺ کے عیسیٰ پر ایمان لے آئیں تو رشتہ کیسے ٹوٹ جاتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہ عیسیٰ ہیں جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ان کا نام عیسیٰ بن مریم ہو گا اور وہ خدا کا نبی ہو گا۔ خود ان لوگوں کا اعتقاد یہی ہے کہ عیسیٰ بن مریم نے آنا ہے۔ اگر ہم کہتے ہیں تو کہتے ہیں آپ غلط ہیں۔ ان کے اور ہمارے درمیان یہی فرق ہے کہ وہ نبی جس کے آنے پر ان کا بھی ایمان ہے وہ عیسیٰ بن مریم کے نام پر آچکا ہے۔

☆......اس کے بعد سوال یہ کیا گیا کہ مسیح کا مشن کیا ہو گا۔ حضور انور نے مہمانوں کی پہلی ملاقات کے پیش نظر بہت تفصیل کے ساتھ اس بنیادی مسئلہ پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ آپ کا مشن کسر صلیب، قتل خنزیر اور دجال کے فتنے کو دلائل قویہ سے کالعدم کرنا اور متفرق فرقوں میں بٹی ہوئی اپنی امت کے لئے حَکَم اور عَدَل بن کر اتحاد پیدا کرنا ہے۔ جو خدا کے فضل سے آج جماعت احمدیہ آپ کی اطاعت اور پیروی میں سرانجام دے رہی ہے۔

سوموار، ۱۸/مئی ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۲۷ جو ۲۸/نومبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی، دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔

باقی صفحہ ۹ پر

بقیہ از صفحہ اول: رپورٹ دورہ جرمنی

جہاں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ و عصر پڑھائی۔ (حضور انور کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ گزشتہ شمارہ میں علیحدہ شائع کیا جاچکا ہے۔)

شام پانچ بجے حضور انور نے والی بال اور باسکٹ بال کے گراؤنڈز میں تشریف لے جاکر کھلاڑیوں کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا اور کچھ دیر کے لئے کھیل ملاحظہ فرمائے۔ ساڑھے پانچ بجے شام مجلس انصاراللہ جرمنی کی نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ ایک مختصر اجلاس میں حضور انور نے اہم نصائح فرمائیں اور ہدایات سے نوازا جن کا تعلق جرمنی میں مساجد کی تعمیر، دفتر انصاراللہ کی تعمیر اور انصار کی عمومی صحت سے تھا۔ اس کے بعد مجلس عاملہ کا حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا اور شام چھ بجے حضور مجلس عرفان کے لئے مارکی میں تشریف لے گئے۔

مجلس عرفان

۱۵/مئی ۹۸ء بروز جمعہ مجلس انصاراللہ جرمنی کے اٹھارویں اجتماع کے پہلے روز منعقد ہونے والی مجلس عرفان میں کئے گئے بعض سوالات اور ان کے مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں:

☆ ایک سوال تھا کہ برائی اور اچھائی کا تعلق شعور اور سوچ کے ساتھ ہے تو کیا ایسے لوگوں کو بھی ان کے ایسے بُرے اعمال کی سزا ملے گی جن اعمال کو اُن کے معاشرے میں برائی کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا؟

حضور انور نے فرمایا کہ ہر انسان کا ایک ضمیر ہے جو اُس کو برائی سے آگاہ کرتا ہے۔ اس لئے معاشرے کی نظر میں برے عمل کا برا دکھائی دینا یا نہ دینا ایک بالکل الگ معاملہ ہے۔

☆ امریکی سائنس دانوں کا ایک طبقہ طوفانِ نوحؑ کو عالمی بیان کرتا ہے اور اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اس وقت زمین پر کوئی جگہ بھی خشکی والی باقی نہیں رہی تھی جہاں حضرت نوحؑ اپنی قوم کے ساتھ ہجرت فرماکے جالستے......

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ عالمی طوفان میں ہی کشتی استعمال کی جائے۔ چنانچہ پنجاب کے سیلابوں میں بھی ہم کشتیاں استعمال کرتے رہے ہیں۔...... پھر یہ کہ وہ سیلاب جو ساری دنیا کے پہاڑوں کی چوٹیوں کو بھی غرق کرسکے اُس کے لئے پانی کی جس قدر مقدار درکار ہے وہ پوری زمین پر مہیا نہیں ہوسکتی خواہ قطبین پر جمی ہوئی برف بھی پگھلادی جائے۔

ایک ضمنی سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ حضرت نوحؑ نے جو بعض اقسام کے جانور اپنی کشتی میں جمع کئے تھے وہ اُسی مقصد کے لئے تھے جس طرح لمبا سفر کرنے والے کھانے پینے کی چیزیں بطور زادِ راہ رکھتے ہیں۔...... اور اُن جانوروں میں درندے شامل نہیں تھے ورنہ وہ درندے کشتی میں سوار دوسرے جانوروں اور انسانوں کو ہی کھاجاتے۔

☆ اس سوال کے جواب میں کہ جرمنی میں اکثر احمدی گھرانوں میں جگہ کی تنگی کے باعث نماز کے لئے کوئی علیحدہ کمرہ مخصوص نہیں کیا جاسکتا اور عام کمرے میں ہی نماز ادا کی جاتی ہے جس میں بعض اوقات تصاویر بھی لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ نماز ادا کرنے والے کمرے میں قبلہ رُخ کوئی تصویر نہیں ہونی چاہئے بلکہ دائیں بائیں بھی جہاں تک ترچھی نظر سے دکھائی دے، تصویر نہیں لگانی چاہئے۔ البتہ پشت والی دیوار پر تصویر لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ ایک سوال تھا کہ ختم نبوت والی آیت کا وہ ترجمہ جو غیر احمدی مُلّاں کرتے ہیں وہ کس دور میں جاری ہوا؟۔ حضور انور نے جواباً فرمایا "بے عقل مولویوں کے دور میں"۔

☆ زندگی کے بیمہ کے بارے میں کئے گئے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس بارے میں میری پہلے سے یہ ہدایت ہے کہ چونکہ مختلف بیموں کی شرائط بھی مختلف ہوتی ہیں اس لئے جو شخص کسی خاص پالیسی کے متعلق فتویٰ حاصل کرنا چاہے اسے چاہئے کہ تمام شرائط لکھ کر مفتی سلسلہ ربوہ کو بھجوائیں اور وہاں سے جو جواب آئے اس پر عمل کریں۔

☆ اس سوال کے جواب میں کہ جس کو نظام جماعت سے اخراج کی سزا ملے کیا اس سے تعلقات رکھنا جائز ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ یہ انفرادی مسئلہ ہے۔ کبھی مکمل لاتعلقی نہیں ہوسکتی۔ تاہم سزایافتہ سے میل ملاقات اِس طرح رکھنی چاہئے کہ وہ محسوس کرے کہ گویا وہ ایک الگ وجود ہوگیا ہے۔

☆ مولویوں کی احمدیت کے خلاف تحریک چلانے کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ دراصل ان تحریکوں کی پشت پناہی حکومت کرتی ہے۔

☆ اِس سوال کے جواب میں کہ گزشتہ انبیاء پر جب ظلم ہوتا تھا تو خدا کا عذاب اُس قوم پر نازل ہوا کرتا تھا لیکن پاکستان میں بے حد ظلم ہو رہا ہے......

حضور انور نے فرمایا کہ آپ عذاب کا انتظار کیوں کرتے ہیں، اُس رحمت کو دیکھیں جو آپ کو یہاں کھینچ لائی ہے۔

☆ اسلام میں چار شادیوں کی اجازت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اجازت کا یہ مطلب نہیں کہ چار شادیاں کرنی چاہئیں۔ اگر ایسا ہوتا تو مردوں کی تین چوتھائی تعداد بغیر شادی کے ہی رہ جاتی۔ حضور نے فرمایا کہ اس مسئلہ پر میں کئی بار مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈال چکا ہوں کہ بعض صورتوں میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے لیکن ان میں کامل انصاف کی شرط کے ساتھ۔

☆ اس سوال کے جواب میں کہ پہلی بیوی کے ساتھ حالات کس قدر خراب ہوجائیں تو دوسری شادی کی اجازت ہوجاتی ہے؟ حضور انور نے مختصراً فرمایا کہ پہلی بیوی کے ساتھ حالات کی خرابی اور دوسری شادی میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ دونوں الگ الگ باتیں ہیں۔

☆ ایک سوال تھا کہ عیسائیوں کو یہ غلطی کیسے لگی کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ خیالی اور جھوٹی بات ہے۔ عیسائی محققین بھی متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو کسی نے بھی آسمان پر چڑھتے نہیں دیکھا۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور باباگرونانکؒ دونوں کا تعلق پنجاب سے ہونے میں کیا حکمت ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اولیاء کہیں بھی پیدا ہوسکتے ہیں اور بے شمار اولیاء پنجاب سے باہر اور بہت سے پنجاب میں بھی پیدا ہوئے ہیں۔ اسی طرح حضرت بابا نانکؒ بھی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ لیکن صرف یہ بات اہم ہے کہ بہت سے دوسرے اولیاء کی طرح حضرت بابا نانکؒ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی پیشگوئی کی تھی اور بٹالہ میں پیدائش اور وہاں پھیلنے کا ذکر کیا تھا۔ بلکہ قاضیاں کا نام بھی لیا جو قادیان کا پرانا نام ہے اور اگر اس نام میں "ض" کو "د" پڑھا جائے جیسا کہ پڑھنے میں پڑھا جاتا ہے تو یہ قادیاں کا نام ہے جو حضرت بابانانکؒ نے بیان کیا۔

☆ قرآن کریم میں بیان شدہ حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے تفصیلی جواب ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ ایک تمثیلی واقعہ ہے۔ کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ رات کو پیش آیا جبکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ حضرت داؤدؑ کے عظیم الشان محل کی بلند دیواروں اور حفاظتی انتظامات کو توڑ کر دو شخص محل میں داخل ہوگئے ہوں اور محض یہ بات پوچھنے کیلئے۔ کیونکہ اگر یہی بات پوچھنی تھی تو وہ دن کو بھی دربار میں حاضر ہوسکتے تھے۔ پس یہ ایک کشفی نظارہ ہے جب فرشتے انسانوں کا روپ دھار کر آئے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت داؤدؑ عظیم الشان سلطنت کے مالک ہونے کے باوجود بعض چھوٹی چھوٹی ہمسایہ ریاستوں پر بھی قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ چونکہ جو مسئلہ دریافت کیا گیا وہ حضرت داؤدؑ کے حالات پر چسپاں ہوتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرزنش تھی چنانچہ حضرت داؤدؑ نے سجدہ کیا اور استغفار کیا۔

حضور نے مزید فرمایا کہ قرآن کریم میں اس جگہ پہنچ کر مسلمان بھی سجدہ کرتے ہیں لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ ہر انسان سے تعلق رکھنے والا واقعہ ہے کہ وہ اپنے نفس پر غور کرے کہ کیا وہ اپنے شرکاء پر ظلم تو نہیں کرنا چاہتا۔

☆ اس سوال کے جواب میں کہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر تو ہم ثابت کرتے ہیں لیکن یوحنا کی قبر کہاں ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ دنیا میں ایک ہی قبر کا جھگڑا ہے۔ یوحنا کی قبر کا کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے۔

☆ جلاٹین سؤر کی ہڈیوں سے بنتی ہے، کیا اس کا کھانا حلال ہے؟

حضور انور نے تفصیلی جواب ارشاد فرماتے ہوئے بیان کیا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ یہ سؤر کی ہڈیوں سے بنتی ہے بلکہ یہ ہڈیوں سے بنتی ہے خواہ وہ کسی بھی جانور کی ہوں۔ پھر یہ کہ جلاٹین کو بنانے کے لئے ہڈیوں کو پگھلا کر ایک نئی شکل دی جاتی ہے اور اس طرح کی کیمیائی تبدیلی واقع ہوتی ہے کہ ہڈی کا کوئی ادنیٰ سا اثر بھی اس میں باقی نہیں رہتا...... جس طرح آپ سبزی کھاتے ہیں اور وہ کیسے گند میں پلتی ہے لیکن وہ گند آپ نہیں کھاتے۔ اسی طرح جیلی ہے جس کا ہڈی سے کوئی تعلق بھی نہیں رہتا۔ وہ بالکل ایک نئی چیز ہے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ یہ بات ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیلی کھاتے تھے، حضرت مصلح موعودؓ بھی کھاتے تھے اور میں بھی کھاتا ہوں۔ پھر آپ کو جیلی کھانے سے کیا فرق پڑے گا؟

☆ ایک اور سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ "اقتربتِ السّاعۃ" سے مراد وہ قیامت ہے جو آنحضرت ﷺ نے برپا کی اس سے وہ روحانی انقلاب مراد ہے جو عرب سے نکل کر باقی دنیا میں پھیلا۔

☆ ایک سوال تھا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو دوسری شادی کی اجازت نہیں دی جبکہ آپؐ نے خود گیارہ شادیاں کیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں ایک سے زیادہ شادیوں کے لئے انصاف کو لازم رکھا گیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے جب ایک سے زیادہ شادیاں کیں تو ہمیشہ انصاف کو پیش نظر رکھا۔ لیکن آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی بلکہ جب ایک سے زیادہ شادیاں کیں تو عمر کے لحاظ سے آپؐ اُس دور میں داخل ہوچکے تھے کہ آپؐ پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ خود کیوں اتنی شادیاں کیں۔ اور پھر یہ بھی کہ آپؐ نے کبھی بھی ایک وقت میں چار سے زیادہ شادیاں نہیں کیں۔ اور یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کہ حضرت علیؓ کی جس وقت حضرت فاطمہؓ سے شادی ہوئی تو اس موقع پر کیا مفاہمت ہوئی تھی۔

☆ ایک اور سوال تھا کہ جرمنی کے ایک مرکزِ نماز میں گرمیوں کے دو تین مہینوں کے لئے اعلان کردیا جاتا ہے کہ اِس مدت میں نمازیں جمع کی جایا کریں گی، اور اس کے حق میں دلیل یہ دی جاتی ہے کہ لندن مسجد میں بھی جمعہ و عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائی جاتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر دو نمازیں اتنا قریب ہوجائیں کہ ان میں تفریق ممکن نہ رہے تو وہ جمع ہوسکتی ہیں۔ چونکہ لندن میں موسم سرما میں جمعہ کی نماز کے وقت کی عصر کی نماز کے وقت کے ساتھ تفریق ممکن نہیں ہوتی اس لئے وہ جمع کی جاتی ہیں لیکن باقی سارا ہفتہ ظہر و عصر کی نمازیں الگ الگ ادا کی جاتی ہیں۔...... اور یہ بھی رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جہاں اوقات میں تفریق نہ ہوسکے وہاں عام دنوں کا اندازہ کرکے پانچ وقتوں کی تعیین کرکے نمازیں ادا کیا کرو۔ چنانچہ جب میں ناروے گیا تو اسی طرح اوقات کی تعیین کرکے نمازیں الگ الگ ادا کرتا رہا۔

حضور نے مزید فرمایا کہ نماز کے مرکز میں اعلان کردینا کہ آئندہ دو ماہ تک نمازیں جمع کی جایا کریں گی، یہ غلط طریق ہے۔ البتہ انفرادی مشکلات میں لوگ انفرادی طور پر نمازیں جمع کرسکتے ہیں لیکن نئی شریعت بنالینا غلط ہے۔

اس کے بعد حضور انور مقامِ اجتماع سے مسجد نور فرینکفرٹ واپس تشریف لے آئے جہاں حضور کی اقتداء میں نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

آخری دنوں تک سرسبز رہنے والی ذریت طیبہ کے ایک درخشندہ گوہر
مجسم اخلاق ووفا حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی

دلآویز شخصیت

(مسعود احمد دہلوی۔ سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ)

(دوسری قسط)

میرے حصہ میں آنے والی شفقتیں

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی خدمت میں حاضری اور ملاقات کے ذریعہ ہدایت پانی میرے لئے ہمیشہ ہی بہت مسرت کا باعث ہوا کرتی تھی اور کیوں نہ ہوتی جبکہ آپ پیش آتے ہی بہت شفقت سے تھے۔ ہدایات دینے کے بعد آپ دو تین منٹ اور باتیں بھی ضرور کرتے۔ کبھی عام ملکی حالات کے متعلق، کبھی موسم کی ادلتی بدلتی کیفیت کے متعلق اور کبھی کسی جماعتی امر کے متعلق۔ ایسے مواقع پر آپ کے چہرہ پر ہلکی سی مسکراہٹ کھیل رہی ہوتی تھی جو ماحول کو خوشگوار بنائے رکھتی۔ میرا جی یہی چاہتا تھا کہ باتوں کا سلسلہ جاری رہے لیکن آپ کا وقت بہت قیمتی ہوتا تھا اور مصروفیات آپ کو گھیرے رکھتی تھیں۔ میں یہ جرأت ہی نہیں کر سکتا تھا کہ آپ کی اہم مصروفیات میں مخل ہوں۔ اسی لئے میں بات کو جلد سے جلد سمیٹ کر رخصت کی اجازت حاصل کر کے واپس چلا آتا تھا۔

ایک دفعہ مجھے شدید سردی کے موسم میں رات کے وقت آپ کی کوٹھی "دارالامان" جا کر وہاں حاضر خدمت ہونا پڑا۔ آپ ڈرائنگ روم کے طور پر استعمال ہونے والے کمرے سے ملحق ایک بڑے کمرے میں پلنگ پر استراحت فرما رہے تھے۔ آپ نے مجھے وہیں بلوا لیا۔ پلنگ کے قریب پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ بیٹھنے کے بعد میں نے آنے کا مقصد مختصراً عرض کیا۔ آپ نے ضروری ہدایات سے نوازنے کے بعد حسب معمول اور باتیں شروع کر دیں۔ اُس وقت اسی کمرہ کے ایک حصہ میں آپ کے دو نوجوان عزیز اپنے ایک دوست کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک عزیز کی جیب میں کچھ خشک میوہ رکھا تھا۔ وہ تینوں اس میوہ سے شغل فرما رہے تھے اور ساتھ ہی باہم کھسر پسر بھی کرتے جاتے تھے۔ آپ نے اس عاجز سے باتیں کرتے ہوئے یکدم مڑ کر اپنے ان عزیزوں کی طرف بیک نظر فہمائش کے رنگ میں دیکھا اور ان سے فرمایا خشک میوہ ٹرے میں رکھ کر دہلوی صاحب کے لئے بھی لائیں۔ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی۔ آپ نے مجھے مخاطب کر کے خشک میوہ جات کھانے کا بہ اصرار ارشاد فرمایا اور باتوں کو ذرا طول دیا تاکہ میں طشتری میں سے کچھ میوہ کھا سکوں۔ اُس روز مجھے خاصی دیر آپ کی خدمت میں حاضر رہ کر آپ کی پُر مسرت صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔

میری قریباً ۴۳ سالہ صحافتی خدمات کے اختتام کے بعد آپ کی خدمت میں بار بار حاضر ہونے اور آپ کی تریاقی صحبت سے فیضیاب ہونے کا نہایت خوشکن سلسلہ منقطع ہو گیا لیکن سلسلۂ ملاقات کے انقطاع کے برسوں بعد اللہ تعالیٰ نے میرے اور میرے ایک فرزند کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی ایسی عظیم الشان شفقت کا مورد بننا مقدر کر رکھا تھا کہ جس کا میرے وہم و گمان میں آنا بھی ممکن نہ تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جولائی ۱۹۹۷ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو جلسہ سالانہ انگلستان کے بابرکت موقع پر انگلستان بلوا لیا۔ آپ کی پیرانہ سالی اور علالت کی وجہ سے آپ کے فرزند رشید محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب بھی آپ کے ہمراہ انگلستان تشریف لائے۔ جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے اور حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ملاقاتوں کی سعادت سے بہرہ یاب ہونے کے بعد حضور ہی کی زیر ہدایت آپ اگست ۱۹۹۷ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے فرینکفورٹ بھی تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کی دعوت پر محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ جلسہ سالانہ سے خطاب فرمانے کے لئے پہلے ہی پاکستان سے جرمنی تشریف لائے ہوئے تھے۔ مزید بر آں حضرت ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مرحوم کے فرزند محترم صاحبزادہ مرزا عمر احمد صاحب مع اپنی بیگم صاحبہ محترمہ جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کی غرض سے آئے ہوئے تھے۔ آپ کی بیگم صاحبہ تو باقاعدہ لجنہ اماء اللہ پاکستان کی نمائندہ کی حیثیت سے تشریف لائی تھیں۔ وہ دونوں بھی جرمنی کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے فرینکفورٹ تشریف لے آئے۔ اس طرح خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیک وقت پانچ افراد اور ان میں سے بھی خاص طور پر حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی تشریف آوری جماعت احمدیہ جرمنی کے لئے بہت باعث برکت و سعادت تھی۔

محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی اور منتظمین جلسہ سالانہ کو یہ مسئلہ درپیش تھا کہ ان بزرگ حضرات کی سہولت و آرام کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ہی جگہ ان سب کے قیام کا کہاں بندوبست کیا جائے۔ ہمیں گمان بھی نہ تھا کہ رحمت خداوندی ہم عاجزوں پر سایہ فگن ہوا چاہتی ہے۔ ہمیں اچانک اطلاع ملی کہ ایسی بزرگ ہستیوں (جن میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر بھی شامل ہیں) کے قیام کے لئے تصرف الٰہی کے تحت قرعہ فال میرے بیٹے عزیز عرفان احمد خان کے محض چار کمروں پر مشتمل فلیٹ کے نام نکلا ہے۔ اس اطلاع سے ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ان ایام میں عزیز عرفان کے اہل و عیال پاکستان گئے ہوئے تھے۔ میں مع عرفان احمد اپنے دوسرے بیٹے عزیز ابراہیم عثمان کے گھر منتقل ہو گیا۔ وہاں جانے سے قبل عرفان احمد نے بصد شوق پورے فلیٹ کی صفائی ستھرائی اور نفاست و نظافت کا اہتمام کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ معزز مہمانان کرام کے تشریف لانے پر عزیز عرفان نے فلیٹ کی چابیاں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے حوالہ کر دیں اور خود وہاں سے روانہ ہونے سے قبل صاحبزادہ صاحب موصوف کو تفصیل سے آگاہ کیا کہ عام ضرورت کی اشیاء کہاں کہاں رکھی ہیں تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ آسانی سے دستیاب ہو سکیں۔ اور کوئی دقت پیش نہ آئے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کی مہمان ان پانچ معزز ہستیوں کے قیام کے دوران عزیز عرفان نے فلیٹ کی روزمرہ صفائی کا چارج خود سنبھالے رکھا اور اس ڈیوٹی کو دن کے ان اوقات میں جب معزز مہمانانِ کرام جلسہ میں شمولیت کے لئے یا کسی اور مصروفیت کی وجہ سے باہر تشریف لے جاتے پوری ذمہ داری سے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

جلسہ سالانہ کے ایام گزرنے کے بعد ایک روز میں نے محترم صاحبزادہ مسرور احمد صاحب کی وساطت سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔ آپ نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ مقررہ وقت پر حاضر خدمت ہو کر میں نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ آپ حسب معمول بہت محبت و شفقت سے پیش آئے اور مجھے صوفہ پر اپنے ساتھ بٹھانے کا شرف بخشا۔ خیر خیریت اور جرمنی میں رہائش کا حال احوال دریافت فرمانے کے بعد آخر میں آپ نے ایک ایسی بات ارشاد فرمائی کہ جسے سن کر میں حمد و شکر کے جذبات سے لبریز ہو گیا اور میری روح آستانہ الٰہی پر سجدہ ریز ہوئے بغیر نہ رہی۔ وہ بات فی الاصل آپ کے اخلاق عالیہ اور شرف و بزرگی کی آئینہ دار تھی۔ آپ نے ازراہ تلطف فرمایا یہ کہ "ہم نے آپ کے گھر میں بہت آرام پایا ہے"۔ میں نے عرض کیا یہ بھی آپ ہی کا گھر ہے اور آپ کا اپنے اس گھر میں قیام پذیر ہونے کو ازراہ شفقت منظور فرمانا ہمارے لئے غایت درجہ سعادت اور اعزاز کا موجب ہے۔ اس وقت حمد اور شکر سے میرا دل اس قدر بھر گیا کہ پردیس آخر پردیس ہی ہوتا ہے وہاں اپنے گھر کا سا آرام کیسے میسر آ سکتا ہے۔ پرائے دیس میں کوئی گھر بھی آپ کے لئے ہر پہلو کے اعتبار سے آرام دہ نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ نے تکلیف کے پہلو کو نظر انداز فرمایا اور بحمد اللہ جو تھوڑی بہت سہولت آپ کو محسوس ہوئی اسے فوقیت دے کر ایک عاجز خادم کی دلجوئی فرمانا ضروری سمجھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جو ربوہ سے ہزاروں میل دور ہونے کے باوجود میرے اور میری اولاد کے شامل حال ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

ایک اور بہت بڑی شفقت آپ نے یہ فرمائی کہ آپ نے عزیز عرفان احمد کی اس درخواست کو شرف قبول سے نوازا کہ آپ فرینکفورٹ سے چند میل کے فاصلہ پر اس قصبہ میں تشریف لے جا کر جہاں اس کا کاروباری دفتر اور گودام واقع ہے دفتر کا معائنہ فرمائیں اور کاروبار میں برکت کے لئے دعا کرائیں۔ آپ علالت طبع اور لمبے سفروں کی تکان کے باوجود ازراہ شفقت ایک رات بنفس نفیس وہاں تشریف لے گئے۔ خاکسار اور خاکسار کے دونوں بیٹوں عرفان احمد اور ابراہیم عثمان نے آپ کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے کمپنی کے کمیٹی روم میں تشریف فرما ہو کر دعا کرائی۔ یہ اپنے خادموں پر آپ کی شفقت کا ایک درخشندہ نمونہ ہے اور اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ آپ کا وجود ایک سراپا شفقت وجود تھا۔

تربیت اولاد اور نئی نسل میں خدمت دین کا تسلسل

خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ گھر بھی جس کے سربراہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب تھے اپنے رنگ میں تربیت اولاد کا ایک مثالی گہوارہ ثابت ہوا اور کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ خود حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر تھے اور آپ کی بیگم (حضرت ناصرہ بیگم صاحبہ مد ظلہا) سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی طویل زمانہ تک جاری رہنے والی خدمات جلیلہ کی طرح آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ نے بھی بہت طویل زمانہ تک صدر لجنہ اماء اللہ مقامی ربوہ کی حیثیت سے بہت اہم اور نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس طرح دونوں نے اپنی اولاد کے سامنے زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف رکھنے کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اور خالص اسلامی ماحول میں ان کی تربیت کر کے ان میں بھی خدمت دین کے جذبہ کو راسخ کر دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی اولاد اور نسل میں بھی دلی جوش اور جذبہ سے دینی اور جماعتی خدمات بجالانے کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو دو بیٹیوں اور تین فرزندوں سے نوازا۔ آپ کی دونوں صاحبزادیاں محترمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ اور محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ خود اپنے ہی بزرگ خاندان میں دو واقفین زندگی سعید نوجوانوں سے بیاہی گئیں۔ محترمہ امۃ الرؤف صاحبہ کی شادی محترم سید مسعود احمد صاحب سے ہوئی اور محترمہ امۃ القدوس صاحبہ ایم اے محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم۔ اے کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔ اس طرح بحمد اللہ تعالیٰ آپ کے دونوں داماد نامور خادم سلسلہ ہیں اور اپنی گوناگوں اہم خدمات دینیہ کی وجہ سے جماعت میں بہت نیک نام اور شہرت عام کے مالک ہیں۔

مجھے ۱۹۸۰ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے بعض نوعمر نواسوں کی دینی تربیت کے معیار کو قریب سے دیکھنے، جانچنے اور اس کی خوبی سے مسرور ہونے کا موقع میسر آیا۔ ہوا یوں کہ ۱۹۸۰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بعض بیرونی ممالک کے تبلیغی و تربیتی دورہ پر تشریف لے گئے۔ خاکسار کو بھی ایک خادم کی حیثیت سے حضور کے سٹاف میں شامل ہو کر حضور کے ہمراہ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعض دیگر یورپی ممالک کے علاوہ حضور اس دورہ میں ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن بھی تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں وہاں محترم سید مسعود احمد صاحب مبلغ اسلام اور امام مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن کی حیثیت سے خدمات بجالا رہے تھے اور مع اہل و عیال وہاں مقیم تھے۔ مجھے وہاں ڈنمارک کے نہایت مخلص نو مسلم احمدیوں سے ملاقات کرنے کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے تین دیندار و سعادت آثار نواسوں کے حسین وجودوں میں تربیت اولاد کی مؤثر و نتیجہ خیز کاوشوں کے بہت دل آویز نمونوں کی چمک دمک سے لطف اندوز ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ محترم سید مسعود احمد صاحب کے فرزندان سید مشہود احمد، سید محمود احمد اور سید خالد احمد ابھی نوعمر بچے ہونے کے باوجود باجماعت نمازوں میں بہت

باقاعدگی سے شامل ہوا کرتے تھے۔ سید مشہود احمد کی ان کے والد نے یہ ڈیوٹی مقرر کی ہوئی تھی کہ مسجد میں فجر کی اذان دیا کریں۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت روحانی مسرت حاصل ہوتی تھی کہ محترم میر صاحب کے یہ تینوں نوعمر فرزند فجر کا وقت شروع ہوتے ہی سب سے پہلے مسجد میں آموجود ہوتے ہیں اور آتے ہی سید مشہود احمد اذان دے کر دوسروں کو نماز کے لئے بلاتے ہیں۔

ادھر محترم سید مسعود احمد صاحب کی بیگم محترمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور آپ کی حرم محترم سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کے علاوہ آپ کے ساتھ آنے والے قافلہ کا کھانا بھی خود ہی تیار کرتیں اور کھانا خواہ کتنا ہی سادا کیوں نہ ہو اتنا لذیذ ہوتا تھا کہ زبان چٹخارے لے اور کھانے والے انگلیاں چاٹتے رہ جائیں والی مثل اس پر خوب صادق آتی تھی۔ صبح ناشتہ نیز دوپہر اور رات کو کھانے کے اہتمام اور اس ضمن میں کام کی بھرمار کو دیکھ کر میں سوچتا تھا محترمہ صاحبزادی صاحبہ کا بیشتر وقت کھانا تیار کرنے اور مہمانوں کے لئے اسے باہر بھجوانے میں گزرتا ہے۔ ان کے بچے بھی دوسرے جماعتی احباب کے ساتھ مہمانوں کو کھانا کھلانے اور ان کی ہر ممکن خدمت بجالانے میں ہمہ وقت مستعد رہتے تھے۔ پھر پاکستان واپس آکر محترمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ مقامی ربوہ میں مختلف عہدوں پر فائزہ کر نائب صدر کے عہدے تک ترقی کی اور تنظیمی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دین کے فدائی ایسے والدین کی اولاد بھی کیوں خادم دین نہ بنتی۔ چنانچہ ان کے بیٹوں میں سے سب سے بڑے بیٹے محترم سید مشہود احمد صاحب نے ایم بی بی ایس کی ڈگری لیتے ہی اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا اور خلیفۂ وقت کی زیر ہدایت کئی سال تک پہلے لائبیریا اور پھر گیمبیا میں میڈیکل مشنری کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ خاص طور پر لائبیریا میں انتہائی خوفناک خانہ جنگی کا زمانہ آپ نے وہیں گزارا اور بہت پرخطر حالات میں خدمت کا حق ادا کر دکھایا۔ بعد ازاں آپ نے آئیوری کوسٹ میں کچھ عرصہ عارضی قیام کیا۔ آجکل آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت پھر لائبیریا (مغربی افریقہ) میں ہی میڈیکل مشنری کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے دوسرے داماد محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد ایم اے بھی شروع ہی سے خدمات دینیہ بجالانے میں پیش پیش ہیں۔ آپ پہلے ایڈیٹر ریویو آف ریلجنز (انگریزی) مقرر ہوئے۔ اس حیثیت میں کئی سال خدمات بجالانے کے بعد آپ صدر انجمن احمدیہ میں ناظر تعلیم مقرر کئے گئے پھر ناظر اصلاح و ارشاد مقامی کا عہدہ آپ کے سپرد ہوا۔ آج کل آپ بطور ناظر دیوان خدمات بجالا رہے ہیں۔ مجالس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور انصار اللہ مرکزیہ میں کلیدی عہدوں پر فائز رہ کر آپ سالہا سال جو خدمات بجالاتے رہے وہ اس کے علاوہ ہیں۔ نیز آج کل نظارت دیوان کی سربراہی کے علاوہ خلافت لائبریری کی انتظامی کمیٹی کی سربراہی کا چارج بھی آپ ہی کے پاس ہے۔ خلافت لائبریری کو مسلسل وسعت دینے اور اسے جدید خطوط پر استوار کر کے اس میں ہر لحاظ سے تحقیق و تدقیق کی زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنے میں آپ گرانقدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ ایم اے (اردو) اردو، فارسی اور ہندی لغات پر عبور رکھنے والی اور فن شاعری میں کامل دسترس رکھنے والی بہت نغزگو پختہ کار شاعرہ ہیں۔ اسطرح آپ نے دینی نقطہ نگاہ سے شعر و ادب میں کمال حاصل کرنے کے اعتبار سے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی نہایت درخشندہ روایات کو شایان شان طریق پر زندہ رکھا ہوا ہے۔ آپ کی اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی نہایت مرصع دینی نظمیں جماعتی اخبارات و رسائل میں اکثر شائع ہوتی رہتی ہیں۔ آپ بحمد اللہ تعالیٰ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان کے نہایت وقیع عہدہ پر فائز ہیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت و زیر نگرانی پاکستان میں احمدی خواتین کی دینی نگاہ سے علمی اور تربیتی سرگرمیوں کا فریضہ تندہی سے سرانجام دینے میں مصروف ہیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزندوں سے نوازا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے ان نواسوں میں محترم صاحبزادہ مرزا فضل احمد چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کا امتحان پاس کرنے کے بعد واقف زندگی کی حیثیت سے تحریک جدید انجمن احمدیہ کے آڈٹ ڈیپارٹمنٹ میں خدمات بجالا رہے ہیں۔ دوسرے نواسے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر انعام احمد ایم ایس سی (کیمسٹری) کرنے کے بعد مشرقی افریقہ کے ملک یوگنڈا میں اہم جماعتی خدمات پر مامور ہیں۔ تیسرے نواسے محترم صاحبزادہ نصیر احسان احمد ابھی اپنی تعلیم مکمل کر رہے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی صاحبزادیوں اور دامادوں نیز آپ کے نواسوں میں ہی خدمت دین کا جذبہ موجزن نہیں ہے بلکہ آپ کے فرزندان گرامی کو بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس نئی نسل کے بہت سے دیگر اصحاب کی طرح خدمت دین کا جذبہ اور دیگر اعلیٰ اوصاف اپنے بزرگ والدین کی طرف سے ورثہ میں ملے ہیں۔ آپ کے فرزند اکبر محترم صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب نے بی ایس سی کرنے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں سال دو سال بطور سائنس ٹیچر خدمات سرانجام دیں۔ جیسا کہ آپ کے ایک شاگرد انور ندیم علوی صاحب ایڈووکیٹ کے مضمون مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ ۱۳؍جنوری ۱۹۹۸ء سے ظاہر ہے آپ نے اپنے شاگردوں کو اپنے موروثی اوصاف اور منفرد انداز تدریس سے بہت متاثر کیا۔ پھر آپ اپنے طور پر دوسرے اہم امور کی طرف متوجہ ہو گئے تاہم آپ کی اولاد میں خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ آپ کے فرزند محترم صاحبزادہ مرزا انصر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی بھی بحمد اللہ واقف زندگی ہیں اور آجکل جماعت کے زیر ہدایت قانونی پریکٹس کی عملی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے دوسرے فرزند محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نے ڈاکٹر بننے کے بعد فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمت سلسلہ کا آغاز کیا۔ پھر آپ امریکہ تشریف لے گئے اور اب وہاں مقامی طور پر جماعتی خدمات بجالا رہے ہیں۔ آپ جماعت امریکہ کے قضاء بورڈ کے رکن ہیں اور بطور قاضی اول بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے تیسرے فرزند محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب تو ہیں ہی دین اسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت بجالانے کے لئے وقف۔ آپ ہمہ وقت دینی اور جماعتی کاموں کی سرانجام دہی میں مصروف رہتے ہیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد پہلے آپ نے کئی سال مغربی افریقہ کے ملک گھانا میں احمدیہ ہائر سیکنڈری سکول سلاگا میں اور پھر احمدیہ ہائر سیکنڈری سکول اسارچر میں بطور پرنسپل خدمات سرانجام دیں۔ جب خاکسار ۱۹۸۰ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے سٹاف میں شامل ہو کر حضور رحمہ اللہ کے ہمراہ گھانا گیا تو حضور نے سالٹ پانڈ سے اکرا واپس تشریف لاتے ہوئے احمدیہ سیکنڈری سکول اسارچر کی نو تعمیر شدہ عمارت پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرما کر دعا کرائی اور محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی رہائش گاہ پر قیام فرما کر مع اہل قافلہ و دیگر کثیر التعداد احباب وہاں چائے نوش فرمائی۔ اس وقت علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف بھی اپنے مصاحبوں کے ہمراہ حضور کے استقبال کے لئے وہاں آئے ہوئے تھے اور انہوں نے حضور کی اجازت سے حضور کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس بھی پیش کیا تھا۔ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے وہاں سے پاکستان واپس آنے کے بعد ۱۹۸۳ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بعض اہم جماعتی امور کی سرانجام دہی کے لئے گھانا کے شمالی شہر ٹمالے بھجوایا جہاں آپ دو سال تک مقیم رہے۔ ۱۹۸۵ء میں وہاں سے پاکستان واپس آنے کے بعد پہلے آپ نے حضور ایدہ اللہ کی زیر ہدایت تحریک جدید انجمن احمدیہ کی وکالت مال ثانی میں خدمات سرانجام دیں۔ پھر آپ کو صدر انجمن احمدیہ میں ناظر تعلیم مقرر کیا گیا۔ آپ نے نظارت تعلیم کو یکسر جدید خطوط پر منظم کر کے اس میں دنیا بھر کی اہم یونیورسٹیوں میں داخلے اور ہوسٹلوں میں قیام کے جملہ کوائف مہیا کرنے کا ایک علیحدہ شعبہ قائم کر کے ان کوائف کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا اہتمام کیا اور ان یونیورسٹیوں میں پڑھائے جانے والے کورسز میں داخلہ کی سال بہ سال نئی معلومات کے حصول کا انتظام کیا۔ اس طرح آپ نے بیرونی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند طلباء کی رہنمائی کے لئے نہایت مفید معلومات کا خزینہ فراہم کر دکھایا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے وصال کے بعد ان جلیل القدر عہدوں اور مناصب کے سلسلے میں جن پر حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم موصوف متمکن تھے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظر انتخاب خود آپ ہی کے فرزند ارجمند محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب پر پڑی اور ان میں سے دو کلیدی عہدوں پر حضور ایدہ اللہ نے انہیں ہی مقرر فرمایا۔ چنانچہ اب آپ ہی نے ناظر اعلیٰ اور ربوہ میں امیر مقامی کے مناصب جلیلہ کی اہم اور گرانبار ذمہ داریاں سنبھالی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حضور ایدہ اللہ کے منشائے مبارک کے مطابق ان جملہ ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو اپنی تائید و نصرت سے نوازتا چلا جائے۔ آمین۔

خلاصہ کلام

الغرض تربیت اولاد کے خصوصی اہتمام اور اس کے نہایت خوشکن ثمر کے طور پر اگلی نسلوں میں خدمت دین کے عملی کارناموں کا تسلسل اس امر پر دال ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بھی بحمد اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آخری دنوں تک سرسبز رہنے والی ذریت کے ان بندگان خاص میں شمولیت کے شرف سے مشرف تھے جنہیں باقیات الصالحات کے اس مبارک تسلسل سے نوازا گیا ہے جو خداوند قدیر و عزیز کے نزدیک بدلہ کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور حسنات دارین عطا ہونے کی امید کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔ یہی فوز عظیم کا درجہ رکھنے والی وہ عظیم الشان نعمت ہے جو مال اور اولاد کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خلوص نیت سے وقف کرنے اور اس کے تقاضوں پر پورا اترنے سے منجانب اللہ حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس رفیع الشان نعمت کا اپنے کلام پاک میں ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا۔ (الکہف آیت ۴۷)

یعنی مال اور بیٹے اس ورلی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والے نیک اور مناسب حال کام (ہی جو ان چیزوں سے لئے جائیں) تیرے رب کے نزدیک بدلہ کے لحاظ سے (بھی) بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔

پھر حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تیسری نسل میں پیدا ہونے والے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو منجانب اللہ ملنے والی بعض بشارتوں کا بالواسطہ طور پر مصداق بنایا۔ ان الہامی بشارتوں کی رو سے آپ نے خلاف توقع طویل عمر پائی اور خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے آپ ربوہ میں طویل ترین عرصہ کے لئے صاحب امر بنائے گئے اور پھر انہی بشارتوں کی رو سے آپ کو ایسی خوبیوں اور قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا گیا کہ آپ کے وجود میں بھی بعض صفات الہیہ کا جلوہ ظاہر ہوا اسی لئے آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اہم اور عظیم الشان خدمات بجالانے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ مزید بر آں اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد اور اس سے بھی اگلی نسل میں خدمت دین کے تسلسل کو جاری فرما کر اور آپ کو بھی باقیات الصالحات کے رفیع الشان انعام سے نواز کر سعادت دارین کی قرآنی نوید سے سرفراز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری دنوں تک سرسبز رہنے والی ذریت اور دوسری روحانی اولاد میں ایسے مبارک و باصلاحیت وجود بکثرت پیدا فرمائے جو اپنے اپنے وقت میں خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دست و بازو بن کر اور فرمانبرداری و اطاعت اور خدمت و فدائیت کی نئی مثالیں قائم کر کے دین محمد ﷺ کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے سلسلہ میں اہم اور عظیم الشان خدمات سرانجام دیتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ پورے کرۂ ارض میں اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا کا نظارہ پوری شان سے ظاہر ہو کر اسلام کے کامل اور دائمی غلبہ پر مہر تصدیق ثبت کر دے۔ اے ہمارے صادق الوعد خدا تو ایسا ہی کر تا کہ بعثت مسیح موعود کی اصل غرض بالآخر بہ تمام و کمال پوری ہو کر پورا کرۂ ارض توحید باری تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ پر بھیجے جانے والے درود و سلام کی آوازوں سے گونجنے لگے۔

☆......☆......☆

خطبہ جمعہ

کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اِتّباع کے لئے جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز - فرمودہ ۱۷؍اپریل ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۷؍شہادت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الكِتَابِ لَوْيَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّاراً. حَسَدًا مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِم مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الحَقُّ. فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ. اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔

(سورۃ البقرہ آیت ۱۱۰)

یہ آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا تعلق آج کے موضوع کے آخری حصے سے ہے۔ سو پہلے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہی عبارات مکمل کروں گا جو میں نے گزشتہ خطبے میں شروع کی تھیں اور اس کے بعد وہ مضمون خود بخود ان آیات کے مضمون میں داخل ہو جائے گا۔ پس ایک تسلسل ہے جو وقت آنے پر آپ کو سمجھ آجائے گا لیکن سر دست میں ان آیات کا ترجمہ اور ان کی مختصر تشریح آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الكِتَابِ لَوْيَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّاراً کثرت کے ساتھ اہل کتاب یہ تمنا کرتے ہیں ان کا دل چاہتا ہے کہ کاش تم ایمان کے بعد پھر کفر میں لوٹ جاؤ حَسَدًا مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِم یہ تمنا محض حسد کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے حَسَدًا مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِم جو ان کے اندر سے ہی پھوٹتا ہے مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الحَقُّ بعد اس کے کہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہوتا ہے، پوری طرح کھل چکا ہوتا ہے فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوا پس عفو سے کام لو اور درگزر سے کام لو حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے سمیت آجائے یعنی اپنا فیصلہ صادر فرمادے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہاں وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الكِتَابِ کی جو تمنا کا ذکر فرمایا گیا ہے یہ آج کل بھی جماعت احمدیہ کے حالات پر اسی طرح چسپاں ہوتی ہے۔ اہل کتاب کے نمائندہ آج کل کے مسلمان ہیں جو اپنے آپ کو کتاب یعنی قرآن کریم کی طرف منسوب کرتے ہیں اور بڑے فخر سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کتاب والے ہیں اور تم کتاب سے باہر ہو۔ لَوْيَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّاراً وہ چاہتے ہیں کہ تم ایمان لانے کے بعد کفار ہو جاؤ، دوبارہ انکار کردو۔ اس بات میں یہ جو ایک لفظ کُفَّاراً کا استعمال فرمایا گیا اس میں ان کی جھوٹی منطق کا پول کھول دیا گیا ہے۔ ذرا بھی عقل کے ساتھ اس آیت کا مطالعہ کریں تو صاف پتہ چل جائے گا کہ ان کی یہ خواہش نہیں ہے کہ تم وہ ایمان لے آؤ جو قرآن پر حقیقی ایمان ہے، ان کی خواہش ہے تم کچھ بھی ہو جاؤ مگر کفار ہو جاؤ۔ ہندو بن جاؤ، سکھ ہو جاؤ، عیسائی ہو، دہریہ ہو ان کو کوڑی کا بھی فرق نہیں پڑتا۔ اگر نہ ہو تو احمدی نہ ہو۔ پس اس سے پتہ چلا کہ انہیں تو دین سے محبت ہی کوئی نہیں۔ نہ کتاب سے محبت ہے، نہ خدا سے محبت ہے۔ ان کا جو جذبہ ہے، جو تمنا ہے وہ کفر سے پھوٹ رہی ہے اور کفر ہی ان کا حصہ ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے جو یہ فرمایا مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّاراً اس كُفَّاراً کے لفظ میں ان کی حقیقت حال کو سمجھنے کے لئے ساری چابی رکھ دی گئی ہے۔

حَسَدًا مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِم یہ جو ان کی تمنا ہے حسد کی وجہ سے پھوٹ رہی ہے۔ تم بڑھتے ہو تو آگ لگتی ہے۔ اگر بڑھنا بند کردو تو ان کی آگ بھی بجھ جائے گی۔ کس بات پہ حسد ہے اس بات پر کہ وقت کے امام کو تم نے تسلیم کر لیا ہے۔ جو خدا نے بھیجا تھا اس کو مان لیا ہے اور وہ بڑھ رہا ہے وہ پھیل رہا ہے، ہر کوشش کر بیٹھے ہیں کہ کسی طرح اس کے ارد گرد پھیلنے اور بڑھنے کو روک سکیں مگر اس کی نشوونما کو روک نہیں سکے۔ جب بھی کوئی ایسا شریک ہو یعنی جسے لوگوں نے اپنا شریک بنا رکھا ہو اور وہ بڑھے اور نشوونما پائے اس کے نتیجے میں لازماً حسد پیدا ہوتا ہے اور حسد مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِم ان کی اپنی جانوں میں سے پیدا ہو رہا ہے ورنہ جو کچھ پھیل رہا ہے وہ تو نیکی پھیل رہی ہے خدا کا دین پھیل رہا ہے۔

احمدیت اس کے سوا اور کیا پیغام دیتی ہے جو قرآن کریم نے دیا ہے، اس کے سوا اور کیا پیغام دیتی ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دیا ہے۔ ایک بات بھی نہیں دکھا سکتے کہ جس میں ہماری کوشش اہل دنیا کو قرآن کی تعلیم پہنچانے کے سوا کچھ اور بھی ہو۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا پیغام پہنچانے کے سوا کچھ اور بھی ہو۔ جب سراسر پیغام نیکی اور قرآن پر مبنی ہے تو پھر ظاہر بات ہے کہ ان کا حسد بے وجہ ہے۔ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِم اپنے اندر ہی سے ایک غضب اٹھ رہا ہے جو ان کو کھائے چلا جا رہا ہے اور اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الحَقُّ انہوں نے پہچان لیا ہے کہ یہ حق پر ہیں۔ اگر حق پر پہچاننا ثابت نہ ہوتا تو ہمارا دین بدلنے کی کوشش نہ کرتے۔ یہ عجیب تماشہ ہے، عجیب مخمصے میں یہ لوگ پھنس بیٹھے ہیں کہ ہمارا دین بدلانے کی کوشش کر رہے ہیں، اسے قرآن کے دین سے الگ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، محمد رسول اللہ کے دین سے الگ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں تم یہ تعلیم نہ دو جو قرآن نے دی ہے، یہ تعلیم نہ دو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دی ہے پھر ہم راضی ہو جائیں گے۔

اب اس کو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِم یہ جاہل لوگ تَبَيَّنَ کے بعد، باوجود اس کے کہ جان چکے ہیں کہ یہ احمدی لوگ قرآن اور حدیث سے چمٹے ہوئے ہیں وہی تعلیم دے رہے ہیں، اس کے بعد ان کے پھیلنے پہ حسد صرف مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِم ہے ورنہ قرآن کے پھیلنے پہ ان کو حسد کا کیا حق ہے، حدیث کے پھیلنے سے ان کو حسد کا کیا حق ہے۔ فرمایا ان لوگوں کی تو جاہلوں والی حالت ہے۔ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوا ان سے ایسا درگزر کرو، ایسا منہ پھیر و کہ جیسے یہ بستے ہی نہیں۔ ان کی تو حیثیت ہی کوئی نہیں اس معاملے کے بعد اللہ ہے جو ان سے نپٹے گا اور وہی نپٹ سکتا ہے۔ حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ یہاں تک کہ اللہ اپنا امر لے کر آجائے۔ اپنا آخری فیصلہ سنانے کے لئے ظاہر ہو جائے۔ اور پھر ان کی کچھ بھی پیش خدا کی تقدیر کے سامنے نہیں چل سکے گی۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ اللہ ہر چیز پر قادر ہے جب چاہے گا جس طرح چاہے گا وہ اپنی تقدیر کو جاری کر کے دکھائے گا۔ یہ جتنا جلتے ہیں جلتے رہیں ان کی کچھ پیش نہیں جائے گی۔ یہ مضمون ہے اس آیت کریمہ کا، جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تحریرات کے بعد جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں، آخر پر آئے گا اور وہیں اس کا موقع ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: **"کوئی بلاء اور دکھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوا نہیں آتا اور وہ اس وقت آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جائے"**۔ پہلے بھی بارہا یہی بات بیان کر چکا ہوں کہ اللہ کے ارادہ کے بغیر جب دکھ نہیں آتا تو اگر آپ حق پر قائم ہیں اور کوئی دکھ آتا ہے تو اللہ اس کا ذمہ دار ہے۔ وہ اس کے بدلے آپ کو دین و دنیا میں بہت کچھ دے گا اس لئے رضا کے سوا اور کوئی دین نہیں ہے۔ اور اگر وہ دکھ ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے آتا ہے تو پھر بھی اللہ ہی کے حکم سے صادر ہوتا ہے اس وقت استغفار کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ ہم سے بیوقوفیاں ہوئیں، ہم سے غلطیاں سرزد ہوئیں اور ہم نے ان کا نتیجہ دیکھ لیا ہے اب تُو اس کو ٹال دے اور ہم پر فضل فرما۔

اور ایک دکھ وہ ہے جو نافرمانی اور مخالفت کی وجہ سے آتا ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مخالفین کے تعلق میں کر رہے ہیں۔ جو مخالفوں پر بلاء پڑے گی وہ مخالفت کی وجہ سے آتی ہے اور مسلمانوں اور

مومنوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پہلے گروہ کا ذکر ختم ہوا اب نیا گروہ شروع ہوا ہے۔ "وہ اس وقت آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جائے"۔ اب ایسے بھی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کرتے ہیں جن کا اس آیت کریمہ میں ذکر موجود ہے جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ "ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے"۔ جب ان مخالفت کرنے والے شریروں کے نتیجے میں کوئی دکھ پڑتا ہے تو وہ مخالفت کے نتیجے میں ہوتا ہے لیکن مومنوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ یہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کے حوالے سے بارہا بیان فرمایا ہے کہ پھر یہ ضروری نہیں کہ مخالفت کا وبال صرف مخالفوں پر پڑے۔ مخالفت کا وبال بعض دفعہ اتنا سخت اور اتنا عام ہوتا ہے کہ وہ مومنوں پر بھی پڑ جاتا ہے سوائے اس کے کہ کوئی خاص ایمان رکھتا ہو۔ وہ خاص ایمان جو ہے وہ ایک ایسی ایمان کی قسم ہے جو کسی شخص کو اللہ کی پناہ میں مکمل طور پر گھیر لیتا ہے۔ پس ان کا ایمان ہے جو انہیں اللہ کی پناہ میں گھیرتا ہے اور وبائیں کیسی بھی عام کیوں نہ ہوں، وبال کس قسم کا بھی ہو یہ خدا کے مومن بندے ہر حال میں بچائے جاتے ہیں۔ تو یہ خارق عادت ایمان ہے جس کو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ خارق عادت کے تحت اور جگہ بیان فرمایا ہے اور اس کا گُر بھی سمجھا دیا ہے۔ خارق عادت کا مطلب ہے عام عادت سے ہٹا ہوا، عام عادت کو توڑتا ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے عام حالت کو توڑتا ہوا تعلق رکھتا ہے جب وہ اللہ سے عام حالات کو توڑتے ہوئے تعلق رکھتے ہیں۔ پس یہ دو طرفہ معاملہ ہے۔ خدا کے وہ نیک بندے جو اپنی عادات کو خدا کے لئے ایسا بدلتے ہیں کہ عام لوگ نہیں بدلا کرتے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ لازماً ان سے خارق عادت تعلق رکھے گا۔ آگ میں پڑیں گے بھی تو آگ سے بچائے جائیں گے۔ یہ لوگ ہیں جن پر آگ ٹھنڈی کی جاتی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نافرمانی اور مخالفت کے نتیجے میں بھڑکنے والی آگ کا ذکر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں، "جو لوگ عام ایمان رکھتے ہیں وہ ان بلاؤں سے حصہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر جو خاص ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرتا ہے اور آپ ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو زبان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے اسلام اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے لئے دکھ نہیں اٹھاتے"۔ اب یہ دکھ اٹھانے کا معاملہ عام لوگوں کے ایمان کو دوسرے لوگوں کے ایمان سے مختلف کر دیتا ہے۔

پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس میں خدا کی خاطر دکھ اٹھانے والوں کا معاملہ ایسا ہے جو خدا کے نزدیک خارق عادت ہی شمار ہوگا کیونکہ وہ جانتے بوجھتے اللہ کی خاطر بندوں کا دکھ قبول کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور وہ حرکت نہیں کرتے جو خدا کی ناراضگی کا موجب بنے۔ مگر کچھ اور لوگ بھی ہیں جو اسلام اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کوئی دکھ یا تکلیف یا مقدمہ آجائے تو فوراً خدا کو چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ پس ہمیشہ جب آپ مرتدین کی تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو یہ وہی لوگ ہونگے جب مصیبت پڑتی ہے تو خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ سے ڈرتے ہیں، انسانوں سے ڈرتے ہیں اور ارتداد اختیار کر جاتے ہیں اور وہ خواہ بظاہر یہی کہیں کہ دل میں ایمان ہے اوپر سے ہم مرتدوں میں ہیں اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

جو پہلے لفظ 'پرواہ' تھا اس سے غلط فہمی ہوتی تھی کہ عام مومنوں کی پرواہ نہیں کرتا مگر عام مومن جب آزمائے جائیں اور آزمائش میں پورا نہ اتریں اور غیر اللہ کے ہو جائیں اور نظر آجائے کہ ان کا اللہ سے نہیں بلکہ بندوں سے تعلق ہے ایسے لوگوں کی اللہ پرواہ نہیں کرتا۔ **"مگر جو خاص ایمان رکھتا ہو اور ہر حال میں خدا کے ساتھ ہو اور دکھ اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اُس سے دکھ اٹھالیتا ہے"**۔ وہ خدا کی خاطر دکھ اٹھائے اللہ اس سے دکھ اٹھالیتا ہے۔ کتنا پیارا کلام ہے، کتنا فصیح و بلیغ کلمہ ہے کہ جو خدا کی خاطر دکھ اٹھالیتا ہے اللہ اس کا دکھ اٹھالیتا ہے اور دو مصیبتیں اس پر جمع نہیں کرتا۔ دکھ کا اصل علاج دکھ ہی ہے اور مومن پر دو بلائیں جمع نہیں کی جاتیں۔ پس جو اللہ کی خاطر دکھ اٹھاتا ہے اللہ اُس کے دکھ اٹھاتا ہے اور خدا کے غضب کی بلاء اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتی۔ یہ دو بلائیں بیک وقت اس کو سزا نہیں دیتیں کہ بندوں کی سزا بھی پہنچ رہی ہو اور اللہ کی سزا بھی پہنچ رہی ہو۔ پس اللہ اس کا دکھ اٹھالیتا ہے یہ معنے رکھتا ہے کہ اپنی طرف سے اس کو محفوظ قرار دیتا ہے اور اسے کبھی پھر خدا کی طرف سے کوئی ناراضگی کا دُکھ نہیں پہنچتا۔

ایک وہ دکھ ہے جو انسان خدا کے لئے اپنے نفس پر قبول کرتا ہے اور ایک بلائے ناگہانی بھی ہوتی ہے ایسی بلائے ناگہانی سے بھی خدا اس کو بچالیتا ہے۔ اچانک آسمان سے نازل ہونے والے مصائب یا دنیا سے رونما ہونے والے مصائب ایسے ہیں جن سے خدا تعالیٰ اس کو بچاتا ہے۔ "پس یہ دن ایسے ہیں کہ بہت توبہ کرو"۔ یہ مضمون بہت باریک اور لطیف ہے مگر ایک ایک لفظ اس کا حالات پر صادق آتا ہے۔ بعض لوگ شاید غلط فہمی سے یہ سمجھیں کہ بلائے ناگہانی تو مومنوں پر بھی پڑ جاتی ہے۔ بلائے ناگہانی کی قسمیں الگ الگ ہیں۔ ایک بلائے ناگہانی ہے جس کو حادثاتی بلاء کہتے ہیں۔ ایک بلائے ناگہانی ہے جو خدا کی ناراضگی کے ساتھ مل کر پڑتی ہے۔ تو جو حادثاتی بلائے ناگہانی ہے اس میں تو خدا کے بڑے بڑے نیک بندے بھی مارے جاتے ہیں ہرگز اس کا ذکر نہیں ہو رہا۔ خدا سے تعلق یا عدم تعلق کی بات ہو رہی ہے۔ پس بلائے ناگہانی سے مراد وہ بلائے ناگہانی ہے جو کسی شخص کو مثلاً خدا کے غضب کے نتیجے میں گھیر لے یا وہ بلائے ناگہانی جس کے نتیجے میں دنیا سمجھے کہ اللہ نے اس بندے کو چھوڑ دیا ہے وہ اگر دنیاوی بلائے ناگہانی بھی ہوگی تو اس تعلق سے خدا اس کو بچاتا ہے۔ پس بسا اوقات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کہ بلائے ناگہانی خدا کی طرف سے معین طور پر نازل نہیں ہوئی تھی ایک عام بلائے ناگہانی تھی مگر اگر پڑ جاتی تو دنیا یہی نتیجہ نکالتی کہ دیکھو یہ خدا سے دور تھا اس لئے اللہ نے اس کو پکڑ لیا۔ ان واقعات کی بے شمار مثالیں ہیں اگر آپ غور کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو لطیف خطابات ہیں یا تحریرات ہیں ان پر گہرا غور کئے بغیر ان کی سمجھ نہیں آسکتی اس لئے مجبوری ہے کہ میں آپ کو ایک ایک لفظ بتا کر، دکھا کر سمجھانا چاہ رہا ہوں کیونکہ میرے پاس اس کے سوا کوئی فریضہ نہیں کہ وقت کے امام کی زبان کو آپ پر آسان کر دوں اور جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ آپ پر خوب اچھی طرح کھول دوں۔

یہ سب باتیں بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک پیش گوئی فرماتے ہیں اور اس پیش گوئی کے ذکر میں وہ حسد کا معاملہ آئے گا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا۔ فرماتے ہیں، **"میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں"**۔ "جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا کو اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں"۔ دور بین نظر سے یہ مراد ہے کہ مستقبل میں یہ ہو کے رہنا ہے۔ اور جن لوگوں کے پاس دور بین نہ ہو ان کو نزدیک کی چیزیں تو دکھائی دیتی ہیں دور کی چیزیں دکھائی نہیں دیتیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ساری دنیا کو اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں تو دشمن کا حق تھا کہ وہ کہتا کہ یونہی تعلّی ہے کہاں دیکھتے ہیں ہم۔ ساری دنیا مخالف ہوئی، شور پڑا، گالیاں دی جارہی ہیں اور ابھی یہ دعویٰ ہے کہ سب دنیا کو میں سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں۔ لیکن کتنا پیارا کلام ہے اتنی باریک نظر سے جو خوردبینی نظر ہے دور بین اٹھا دی ہے اور فرمایا میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں اور جب میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تو تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں یہ ہو کر رہنا ہے کوئی دنیا کا انسان یا قوم اس تقدیر کو بدل نہیں سکتی۔

کیوں ایسا ہوگا **"کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے"**۔ تعلّی نہیں ہے میں اس لئے دعویٰ کر رہا ہوں کہ **"میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جو اللہ کا ہاتھ ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں"**۔ خدا کی تائید کا ہاتھ اتنا واضح، اس قدر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے سامنے دکھائی دے رہا ہے مگر دنیا اسے نہیں دیکھتی۔ پس ایک دُور بین نظر تھی جس نے دُور کی باتیں بتا دیں۔ یہ ایک خوردبینی نظر ہے جس میں وہ کچھ دیکھ رہے ہیں جسے دنیا نہیں دیکھ سکتی کیونکہ ان کو روحانی خوردبین عطا نہیں ہوئی۔

"میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے"۔ یہ کلام اتنا سچا، حیرت انگیز طور پر آپ کی تحریرات اور خطابات پر صادق آنے والا ہے کہ اگر کوئی شریف النفس تعصبات سے پاک ہو کر اس کا مطالعہ کرے تو ناممکن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کر سکے۔ "میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے"۔ لفظوں اور حرفوں کو زندگی اللہ کے کلام کے سوا ملتی ہی نہیں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام نثر میں ہو یا نظم میں ہو جب پڑھتے ہیں تو اس میں ایک ایسی زندگی کی لہر پاتے ہیں جو کبھی مر نہیں سکتی۔ ہمیشہ ہمیش کے لئے، ایک سو سال تو ہو گئے ہیں ہمیں دیکھتے ہوئے ہر دفعہ جب پڑھتے ہیں تو اس زندگی کو از سر نو اٹھتا ہوا دیکھتے ہیں، ابھرتا ہوا دیکھتے ہیں۔

فرمایا "اور آسمان پر ایک جوش اور ابال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے"۔ اس سب کے نتیجے میں کوئی تکبر نہیں۔ فرمایا آسمان پر جوش ہوا جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ اب دیکھیں اس میں خدا کا بولنا کیسا ثابت ہے۔ یہ فقرے ایک غیر روحانی انسان کی زبان سے جاری ہو ہی نہیں سکتے۔ "ہر یک شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں ہے عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو آسمانی صدا کا احساس نہیں ہے"۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

اب ان دعاوی کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے ہیں کہ میری اس آواز کے ساتھ اور آوازیں بھی اٹھ رہی ہیں جو میری تائید میں اس طرح کلام کر رہی ہیں۔ ایسے ہاتھ ہیں جو خدا کے ہاتھ کے ساتھ اٹھ رہے ہیں۔ ایسے قدم ہیں جو خدا تعالیٰ کی ان ہواؤں کی رفتار کے ساتھ جو جماعت کی تائید میں چلائی گئی ہیں وہ تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ تو دعویٰ اگر تعلّی ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیلے رہ جاتے۔ اتنی مخالفتوں کے بعد، اتنے شور و شک کے بعد، اتنا غل مچایا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز دبا دینے کی کوشش کی گئی مگر یہ آواز دب نہ سکی۔ پس مخالفتوں کے باوجود آواز کا نہ دبنا، کاموں کا جاری ہونا، سلسلے کا ترقی پاتے چلے جانا یہ بتا رہا ہے کہ یہ جو پیش گوئیاں ہیں یہ یقیناً سچی ہیں کیونکہ ان پیشگوئیوں کی جانب جماعت روانہ ہو چکی ہے۔

فرماتے ہیں (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۳۶) "میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جو اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے"۔ اب دیکھیں کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت آپ کی سچائی کی گواہ بن چکی ہے۔ "میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں"۔ اب یہ الٰہی کلام ہے کیونکہ سو سال سے زائد ہوئے اس بات کو کہے ہوئے آج بھی جماعت کا وہی حال ہے۔ حیرت ہوتی ہے، ایک ادنیٰ غلام جو مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ادنیٰ ترین غلام ہے اس کی آواز میں جو برکت رکھی گئی ہے وہ مسیح موعود کی آواز کی برکت ہے کوئی اور آواز نہیں ہے اور وہی خدا کا کلام ہے جو آپ کے ذریعہ بول رہا تھا چنانچہ آج آپ سب دنیا میں یہی کچھ ہوتا دیکھ رہے ہیں پھر شک کی کونسی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔

"اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار"۔ اس بات نے آگ لگائی ہوئی ہے۔ کئی طرف سے کوششیں ہو رہی ہیں جماعت کو کم کرنے، گھٹانے کی۔ یہ آگ لگی ہوئی ہے کہ جماعت اتنی وفادار، اتنی عاشق کہ جو کچھ ہم کر دیکھیں اس کو خاک برابر نہیں سمجھتے، آگ میں ڈال دیتے ہیں جو کچھ ہم بکواس کرتے ہیں یا کوشش کرتے ہیں مخالفت کی اور یہ جماعت اپنے اخلاص میں ترقی کرتی چلی جا رہی ہے وفا کا دامن نہیں چھوڑتی۔ اس لئے نہیں چھوڑتی کہ اللہ کا حکم ہے، اس لئے نہیں چھوڑتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کے ساتھ خدا کا کلام ہے جو جاری ہوتا ہے اس کو بدل کیسے سکتے ہیں جو مرضی کر لیں کبھی تبدیل نہیں کر سکتے۔

اب آئندہ آنے والے واقعات کو اس طرح منسلک فرما دیا ہے۔ "حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو"۔ پس یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی آج آپ کے ذریعہ پوری ہو رہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں جب بھی امام کے ساتھ یہ تعلق ہوگا لازماً جماعت ترقی کرے گی اور پھیلے گی اور کوئی دنیا کی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ یہ ہے وہ مضمون جس نے حسد کی راہیں کھولی ہیں جس کے نتیجے میں بہت سخت ایک بلا حسد کی پڑ گئی ہے لوگوں پر اور وہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح ان کو ختم کر دو۔

چنانچہ قرآن کریم سورہ البقرہ میں اسی مضمون کو یوں بیان فرماتا ہے ﴿مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلاَ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُم مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ. وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ اہل کتاب میں سے اور مشرکوں میں سے جن لوگوں نے ہمارے رسولوں کا انکار کیا وہ پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کسی قسم کی خیر و برکت اتاری جائے اور بھول جاتے ہیں کہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

آج کل ساری دنیا میں جو جماعت کے خلاف مہم چلی ہوئی ہے پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک بھی ہیں ان میں بھی یہی شور پڑا ہوا ہے خالصۃً حسد کی وجہ سے ہے۔ اور ان کے حسد کی وجہ سے ہم نے بڑھنا بند نہیں کرنا۔ یہ تو مقدر کی بات ہے۔ ناممکن ہے کہ کوئی حسد کرے اور ہم اس کی خاطر رک جائیں کہ بیچارہ کیوں آگ میں جلتا ہے۔ آگ میں جلتا ہے مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِم یہ لوگ اپنے اندر کی آگ میں خود جل رہے ہیں ہم ان کو کیسے روک سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے بڑھنا بند نہیں کرنا، پھیلنا بند نہیں کرنا۔ ہماری ترقیات جتنا چاہیں ان کو دکھ دیں یہ ان کے مقدر میں ہے ہمارا تو کوئی قصور ہی نہیں، ترقی کرنا کون سا قصور ہے یہ بھی ترقی کر دیکھیں۔ اگر ان سے ترقی ہو سکتی ہے تو کر دیکھیں۔ یہ مقابلہ ہے ہمارے ساتھ۔ یہ بھی آگے بڑھیں اور ہم بھی آگے بڑھیں اور یہ ہمیں پیچھے چھوڑ جائیں لیکن یہ ہو نہیں سکتا۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ۔

اس مضمون نے ان کی ناکامی پر مہر لگا دی ہے تم دوڑ کر دیکھو کوشش کر دیکھو تمہیں کبھی ترقی نصیب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ کہ اللہ اپنی رحمت کے لئے جسے چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور جس کو خاص نہ کرے اس کے نصیبے میں کچھ بھی نہیں لکھا جاتا سوائے نامرادی کے۔ پس یہ چیلنج ہے آؤ اور مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ جتنی چاہے دوڑیں لگاؤ تم ہمیشہ ناکام و نامراد رہو گے۔ جماعت احمدیہ کی ترقی کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خاص کر لیا ہے اور جس کو خدا رحمت کے لئے خاص کر لے کوئی دنیا کی طاقت اس کی راہ میں روڑے نہیں اٹکا سکتی۔

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور جو خاص کیا ہے وہ عام رحمت کے لئے نہیں، فضل عظیم کے لئے خاص کیا ہے۔ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ کا مضمون سورۃ جمعہ کی ان آیات کی یاد دلاتا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے ساتھ یہ ذکر فرمایا گیا تھا کہ جس کو چاہے وہ چنے گا۔ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ تو یہ تو چودہ سو سال پہلے قرآن نے تقدیر ظاہر کر دی تھی آج کی بنائی ہوئی باتیں تو نہیں ہیں۔ قرآن نے فیصلہ کر دیا تھا کہ جب خدا چاہے گا جس کو چاہے گا چنے گا اور کوئی اس میں روک نہیں بن سکتا، خدا کی اس جاری تقدیر کی راہ میں روک نہیں بن سکتا۔ اور دنیا دیکھے گی وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ یہ فضل ہیں جو آپ پر نازل ہونے والے ہیں، یہ فضل ہیں جو آپ پر نازل ہو رہے ہیں۔ ان فضلوں کو روکنے کے لئے حسد کی آگ بھڑک رہی ہے اس لئے لوگوں کے حسد کی آگ کی وجہ سے آپ کے قدم کیسے رک سکتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے۔

اس کے بعد قرآن کریم کی بعض اور آیات ہیں جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اس مضمون کو کھول رہی ہیں۔ قُلْ يَاَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَ أَنَّ أَكْثَرَكُمْ فٰسِقُونَ۔ ان اہل کتاب کو جو آج کے اہل کتاب ہیں ان کو مخاطب کر کے یہی آیت اسی طرح تحدی کے ساتھ اپنے مقصد کو پیش کر رہی ہے جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے اسی آیت نے اسی مقصد کو اسی تحدی کے ساتھ پیش کیا تھا کوئی بھی آپ فرق نہیں دیکھیں گے۔

قُل يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَل تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلاَّ أَنْ آمَنَّا بِاللّٰهِ۔ تم ہم سے اس بات کا انتقام لے رہے ہو کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اگر تم ایمان نہیں لائے تو تمہاری بدقسمتی ہے اور اگر بری چیز پر ایمان لائے تو خوش ہو جاؤ جلتے کیوں ہو۔ کتنی عجیب منطق ہے جو اس میں بیان ہے۔ غور کریں تو ہر دعوے کے ساتھ اس

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

کی دلیل موجود ہے۔ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ تم انتقام کا نشانہ بنا رہے ہو صرف اس وجہ سے کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں۔ اگر تمہارے نزدیک یہ ایمان غلط ہے تو ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ اگر تمہارے نزدیک تمہارا ایمان اللہ پر درست ہے تو موجیں کرو، اس کے فضلوں کے نمونے دیکھو، وہ تمہیں نصیب نہیں ہوتے۔ اس لئے انتقام ہم سے اس بات کا لے رہے ہو کہ ایمان لائے ہیں تو ٹھیک خدا پر ایمان لائے ہیں جو ہمیں نصیب نہیں ہے اس بات کا انتقام لے رہے ہو۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ اور یاد رکھو کہ جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے اس سے پہلے بھی یہی کچھ اتارا گیا تھا اس لئے فرق کے نتیجے میں تم غصے میں نہیں آئے ہو۔ اگر طیش اور انتقام کا جذبہ ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ وہی چیز جو پہلے بھی اتاری گئی تھی وہی ہم پر اتاری گئی۔ اگر اس پر غصہ ہے تو پہلی تعلیم پر بھی غصہ کرو، وہ کیوں اتاری گئی تھی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور تعلیمات پر میں بارہا چیلنج دے چکا ہوں کہ ایک بھی تعلیم دکھائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اتری ہوئی تعلیم کے برعکس ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں فرمایا ہو کہ جھوٹ بولو اس میں تمہیں بڑا ثواب ہوگا۔ بدنظری کرو، بدکاری کرو، بے عملی کرو، فسق و فجور میں مبتلا ہو جاؤ، چوری چکاری کرو کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم میں کہیں بھی دشمن یہ باتیں دکھا سکتا ہے اور یہ کیا وہ باتیں نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی تھیں۔ پس اگر مسیح موعود پر ان باتوں کی وجہ سے غصہ آیا ہے جو پہلے یہ باتیں کیا کرتا تھا جس کی باتیں ہی آگے دوہرائی جا رہی ہیں۔ تم مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت محمدؐ رسول اللہ سے جدا کر ہی نہیں سکتے۔ جتنا انتقام کی کوشش کرو گے اتنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیمات سے انتقام لینے کی کوشش کرو گے۔ اتنا واضح کھلا ہوا مضمون ہے یہ جاہل سمجھتے نہیں، دیکھتے نہیں، سنتے ہیں تو ان سنا کر دیتے ہیں۔

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ، اس نے ان کی ساری قلعی کھول دی۔ فرمایا تم جو انکار کرنے والے ہو، جو ہم سے غصہ کر رہے ہو کہ پہلی باتیں کیوں مان رہے ہیں تمہیں اپنی یہ شکل نظر نہیں آ رہی کہ تم فاسق لوگ ہو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جو تعلیمات حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت میں جاری کرنا چاہتے ہیں وہ تمہاری سوسائٹی سے اس طرح اٹھ گئی ہیں جس طرح پرندہ گھونسلے کو چھوڑ دیتا ہے۔ سارا ملک فسق و فجور میں مبتلا ہے جتنے بڑے علماء، اتنے بڑے فاسق فاجر، جھوٹ بولنے والے، گند اچھالنے والے، بغیر جھوٹ کے ان کا گزارہ نہیں ہے۔ سارے پاکستان کے علماء کے بیانات دیکھ لیں جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں ہے کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں۔ کبھی کسی کی طرف دوڑے پھرتے ہیں نواز شریف کو چھوڑا بے نظیر کی طرف دوڑ پڑے، بے نظیر سے دوڑے تو نواز شریف کے قدموں میں گر گئے ان کو دنیا کا سہارا اور جھوٹ کا سہارا ہے۔

یہ صورت حال خدا تعالیٰ نے کس طرح کھول دی اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ تم دیکھتے نہیں انتقام لے رہے ہو ایسی جماعت سے جو محمدؐ رسول اللہ کی باتوں پر عمل کر رہی ہے اور کوشش کر رہے ہو اُن کو اِن باتوں سے ہٹانے کی اور اس بات کا ثبوت کہ تم محمدؐ رسول اللہ کی طرف منسوب ہو ہی نہیں سکتے یہ ہے کہ تمہارا عمل گندہ ہے، تم فاسق لوگ ہو۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والوں کی یہ تعریف قرآن کریم نے فرمائی ہے؟!۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ یہ تو پڑھ کے دیکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ کون مرد ہیں جن کو خدا نے تعریف کے ساتھ یاد کیا ہے تمہاری شکلوں پر یہ آیت پوری اترتی ہے!؟۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ خود کبھی دل میں ڈوب کر، غور کر کے دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمہاری صورتیں ہوتیں تو کیا ہوتیں، یہ نحوستیں ہیں جو مسلمانوں کو کبھی نصیب نہیں ہوئیں، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کی صورتوں سے عنقا تھیں۔ نام و نشان نہیں تھا ان صورتوں کا، اس کردار کا جو تم لوگ کر رہے ہو جس کی وجہ سے چہروں پر سیاہی ملی جا رہی ہو۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ان سے کہہ دو کہ کیا تمہیں میں اس سے بھی زیادہ ایک ناپسندیدہ بات نہ بتاؤں جو اللہ کے نزدیک بہت ہی بری ہے۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔ تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔ ان حرکتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے غیر انسانی حرکتیں، جانوروں سے گری ہوئی حرکتیں، بندروں سے بھی گندی حرکتیں، سؤروں سے بھی گندی حرکتیں۔ یہ اللہ فرما رہا ہے اس پہ جتنا مرضی غصہ کرنا ہے کر لو۔ اس کا انتقام تو تم ہم سے ہی لو گے کہ ہم سؤر، بندر کیسے بنا دئے گئے مگر اللہ اس انتقام سے بچائے گا۔ لیکن یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہیں، قرآن کریم فرما رہا ہے کہ ہم تمہیں موجودہ فسق و فجور کی حالت سے بدتر حالت کی نشان دہی نہ کریں جس کی طرف تم بڑھ رہے ہو۔ لازم ہے کہ تمہاری یہ صورتیں بالآخر ظاہر ہو جائیں بلکہ یقیناً ہے کہ ظاہر ہو چکی ہیں۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وہ فاسق فاجر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور آپؐ کے دین کو بگاڑتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت۔ اب بے شک لعنت کا مضمون دیکھ لو کس پر پڑ رہی ہے۔ تم پر یا ہم پر۔ تم ایک دو ملکوں میں سمٹے ہوئے اپنی برتری کے فخر کر رہے ہو اور سمجھتے ہو کہ تم بڑے زور والے ہو لیکن کس چیز کا زور ہے۔ سوائے جھوٹ، فساد، فسق و فجور کے کوئی زور ہے ہی نہیں تمہارا۔ اور احمدیت دنیا کے ایک سو ساٹھ سے زائد ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اور سب جگہ وہی تعلیم ہے جو حضرت محمدؐ رسول اللہ کی تعلیم ہے۔ تو یہ لعنت ہے خدا کی کہ خدا تعالیٰ کے پاک رسول حضرت محمدؐ رسول اللہ کی تعلیم ایک سو ساٹھ سے زائد ملکوں میں پھیل رہی ہو اور جو بھی اس کو اختیار کرے نیک ہو رہا ہو، وہ اپنی بدیاں چھوڑ رہا ہو اور نیکیاں اختیار کر رہا ہو!؟۔ تمہارے نزدیک یہ لعنت ہے۔ اگر یہ ہے تو ہمارے نزدیک وہی لعنت ہے جس کا اللہ ذکر فرما رہا ہے۔ سارے ملک میں فساد برپا ہو، قیامت آئی ہو، نہ بچوں کی عزت محفوظ، نہ عورتوں کی عزت محفوظ، ڈاکے عام ہوں، پولیس ڈاکوں میں مددگار ہو اور کسی جگہ کہیں امن کا نام و نشان نہ ہو، یہ لعنت نہیں ہے؟۔ اگر یہ فضلُ اللہ ہے تو تمہیں یہ فضل مبارک ہو۔ ہمیں تمہارے فضلوں سے ذرہ بھی کوئی حسد نہیں ہے۔ تمہارے فضلوں پر ہمیں یہ تکلیف ہوتی ہے کہ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ یہ تکلیف ہوتی ہے اور یہ دعا دل سے اٹھتی ہے۔ مضمون تو اتنا کھلا ہے کہ جیسے دن چڑھ جائے۔ احمدیت کی تائید میں اور کون سا سورج چڑھتا ہوا تم دیکھنا چاہتے ہو بالکل صاف کھلی کھلی باتیں ہیں لیکن عقل ہو تو یہ باتیں سمجھ میں آئیں۔ مگر جن پر لعنت پڑ جائے ان کے متعلق اللہ فرماتا ہے لَعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ اور انہی میں سے کچھ بدترین ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بندر اور سؤر بنا دیا ہے۔ و عبدالطاغوت اور طاغوت کی عبادت کر رہے ہیں یعنی جہاں بھی خدا کی بغاوت ہو گی اس کے پیچھے چلیں گے۔ جہاں خدا کی بغاوت نہیں ہو گی اس کو چھوڑ دیں گے یہ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ کا مطلب ہے۔

اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ یہ لوگ ہیں جن کا مکان سب سے شریر مکان ہے اس سے بدتر مکان ہو نہیں سکتا۔ وَاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ اور برے راستوں میں سے سب سے گمراہ رستہ یہ ہے۔ یعنی ایک تو سواء السبیل ویسے ہی برا رستہ ہی ہوتا ہے مگر جو یہ حرکتیں کرے جن پر خدا کی لعنت پڑے جن کا سارا ملک تباہ و برباد ہو رہا ہو اور یہ اس کے لیڈر بنے بیٹھے ہوں جہاں فساد کا دور دورہ ہو جس میں سے امن کا نشان اڑ جائے۔ یہ کہتے ہیں اللہ کا فضل ہم پر ہو رہا ہے اور احمدیوں پر لعنت پڑ رہی ہے۔ پتہ نہیں کونسی ڈکشنری ہے ان کے پاس جس میں فضل کی یہ تعریف اور لعنت کی وہ تعریف ہے۔ اللہ فرماتا ہے انہی لوگوں میں سے ایسے ہیں جن سے بدتر مکان ہو ہی نہیں سکتا۔ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ۔ یہ جو مضمون ہے آپ لوگ حیران ہونگے کہ ان پر کیسے صادق آتا ہے لیکن واقعۃً آتا ہے۔ ہر جگہ پاکستان میں مخبری کی خاطر اور جماعت کے لوگوں کو پکڑوانے کی خاطر لوگ آئے دن آکر کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور ایمان کے بعد جب ان کو تعلیم دی جاتی ہے ان کو کتابیں دی جاتی ہیں تو وہ دوڑتے دوڑتے پولیس چوکیوں میں جاتے ہیں دیکھو جی لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں تو یہی حرکتیں ان کی اس زمانے میں بھی تھیں۔ دکھ دینے کی خاطر کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ حالانکہ وہ جب کہتے ہیں ایمان لے آئے تو کفر میں اور بھی زیادہ داخل ہو جاتے ہیں اور جب بھی ان کی ناپاک جانیں نکلیں گی خَرَجُوْا بِهٖ اسی کفر کی حالت میں جان دیں گے، اسی کفر کے ساتھ ان کے دم کھینچے جائیں گے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتا ہے مَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ان باتوں کو جو یہ چھپاتے تھے یا چھپایا کرتے تھے۔

اب میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دو احادیث حسد کے متعلق پیش کر کے اس مضمون کو ختم کروں گا۔ یہ سارا مضمون حسد کا ہے۔ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ آگ لگی بیٹھی ہے، مصیبت پڑی ہوئی ہے اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی نیکی تھوڑی بہت تھی بھی تو اس حسد کی آگ میں جل

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں

خواتین کے لئے جدید اور دیدہ زیب ملبوسات، کھلا کپڑا، بچوں کے کپڑے، چوڑیاں، دوپٹے، کاجل، مہندی، ابٹن، بندیا، پازیب، جدید فیشن کی ایشین اور یورپین جیولری اور شادی بیاہ کی دیگر اشیاء کے علاوہ

اگر آپ جرمنی سے پاکستان یا کسی اور ملک کے لئے ہوائی سفر کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے رجوع کریں آپ جہاں کہیں بھی ہوں ٹکٹ کی ہوم ڈلیوری کا انتظام موجود ہے

اس کے علاوہ OSTENDE اور CALAIS سے Ferries کی بکنگ بھی کی جاتی ہے۔ آپ کے تعاون کا شکریہ

CONTINENTAL FASHIONS & REISEN

Walther Rathenau Str.6., 64521 Gros Gerau , Germany

Tel: 06152- 39832/911334- Fax: 06152-911335

Mobile: 0171-6356206- E-Mail: Asad.Tariq@t-online.de

جائے گی۔ نیکی کا نام و نشان مٹ جائے گا۔

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی ﷺ قال ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب او قال العشب۔ حطب یا عشب فرمایا آپ نے۔ ابوداؤد کتاب الادب باب فی الحسد۔ ابن ماجہ نے بھی اسی حدیث کو لیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اسی طرح بھسم کر دیتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو اور خشک گھاس کو بھسم کر دیتی ہے۔

تو وہ جو نقشہ ہے دلوں کا اس کی تفصیل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے کہ کیوں یہ لوگ رفتہ رفتہ ہر قسم کی نیکی سے محروم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حسد ایک ایسی بدبخت آگ ہے کہ اگر دل میں کوئی نیکی تھی بھی تو خشک گھاس کی طرح جل جائے گی یا خشک لکڑی اور ایندھن کی طرح جس کو آگ کی خاطر بنایا جاتا ہے اس ایندھن کی طرح ان کی نیکیاں جل جائیں گی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کا حسد کے متعلق فرمان تھا کہ حسد کے نتیجے میں سب کچھ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس پہلو سے میں جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ دینی حسد تو آپ کے حصے میں بہرحال نہیں ہے۔ ان نحوستوں سے حسد کی وجہ کون سی ہے آپ کے پاس۔ **لیکن آپس کے حسد سے بچیں۔ مجھے یہ فکر ہے کہ جماعت میں بہت سے لوگ ہیں جو ایک دوسرے کی نیکیوں پہ حسد کرتے ہیں، ایک دوسرے کی ایسی خوبیوں پر حسد کرتے ہیں جو ان میں نہیں ہیں۔** ایسے اموال پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے اُن کو عطا فرمائے ہیں، اِن کو نہیں عطا کئے اور ایسے عہدوں پر حسد کرتے ہیں جو جماعت کی طرف سے اُن کو عطا ہوئے اور ان کو نصیب نہیں ہیں۔ یہ روزمرہ کا قصہ ہے جو میرے سامنے آتا رہتا ہے۔

پس مجھے ہرگز جماعت کے متعلق یہ فکر نہیں اور وہ ہو بھی نہیں سکتی کہ آپ مسیح موعود کے منکروں سے حسد کریں یعنی حد سے زیادہ پاگل بھی اگر کوئی جماعت میں ہو، اللہ کے فضل سے ایسے پاگل اتنے نہیں ہیں، مگر کوئی حد سے زیادہ پاگل بھی ہو تو وہ مسیح موعودؑ کے منکرین سے حسد نہیں کر سکتا۔ شکر کرے گا خدا کا کہ ان بدبختوں میں نہیں ہوں مگر آپس میں حسد کرتے ہیں اور **جو آپس میں حسد کرتے ہیں ان کے لئے خطرہ ہے کہ دین سے گزر جائیں اور ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جن پر باقی جماعت کبھی حسد نہیں کرے گی۔** یہ رفتہ رفتہ سرکنے کا جو رستہ ہے اس کا مجھے خطرہ ہے اور اسی کے لئے میں آپ کو متنبہ کر رہا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے حسد نیکیوں کو بھسم کر دیتا ہے۔

پس جو لوگ کسی احمدی کے مال پر حسد کریں، اس کی بعض خوبیوں پر حسد کریں، اس کے بعض عہدوں پر حسد کریں یہ دیکھا گیا ہے کہ لازماً اس حسد کے نتیجے میں ان کی نیکی مٹتی جاتی ہے اور وہ جلن میں آکر جھوٹ بولنا شروع کر دیتے ہیں فرضی باتیں اس کی طرف منسوب کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی نیکیوں کو بھی ٹیڑھی نظر سے دیکھ کر نئے غلط نتیجے نکالتے ہیں پس اس سے کلیۃً توبہ کر لیں۔ کیا تکلیف ہے اگر کسی کو کوئی بات اچھی مل جائے تو بسم اللہ۔ بھائی چارے کا تو یہ مطلب نہیں ہے کہ حسد کرو۔ بھائی چارے کا یہ مطلب ہے کہ کسی کے اندر اچھی چیز دیکھو تو خوش ہو جاؤ۔ کسی کو کچھ مل جائے تو سبحان اللہ، الحمد للہ کہو اس طرح اخوت ایک مٹھی کی طرح آپ کو اکٹھا کر لے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، **"ایسا ہی ایک حسد ہے کہ انسان کسی کی حالت یا مال و دولت کو دیکھ کر کڑھتا اور جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے پاس نہ رہے۔ اس سے بجز اس کے کہ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کا خون کرتا ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا"**۔ پس اسی پر میں آج کے خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم جماعت مومنین کا وہ نمونہ دکھائیں جو ساری دنیا میں اللہ کی وحدت کا نشان ہو۔ توحید باری تعالیٰ کے علم بردار اگر کوئی ہوں تو ہم ہوں اور ساری دنیا میں باہمی اخوت کے نتیجے میں دشمنوں کو بھائی بھائی بنا رہے ہوں، بھائیوں کو دشمن نہ بنا رہے ہوں۔ پس یہ جو حالت ہے یہ ساری دنیا میں جماعت احمدیہ میں بعض لوگوں کی ضرور حالت ہے ان میں حسد کا مادہ ہے اور بہت ہی خطرناک چیز ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اور اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کوڑھ ہے۔ کوڑھی جس طرح چاہتا ہے کہ سب کو ہی کوڑھ لگ جائے۔ مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ **روحانی حالتوں میں اگر کوئی شخص کسی سے کسی کی نیکی پر خوش ہونے کی بجائے اپنے اندر تکلیف محسوس کرتا ہے تو یہ چھپے ہوئے کوڑھ کی علامت ہے۔** فرمایا میں ظاہر کر رہا ہوں تم سمجھو یا نہ سمجھو۔ اگر تم دیکھنا چاہتے ہو کہ تم روحانی کوڑھی ہو کہ نہیں تو جب بھی کسی احمدی کو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کوئی اچھی چیز نصیب ہو تو اپنے دل کو ٹٹولا کرو، دیکھا کرو اس پہ کیا اثر ظاہر ہوا ہے۔ اگر غصہ ہے، اگر نفرت ہے یا ملال ہے یا کچھ بھی نہیں ہے تب بھی تمہاری بلا سے اس کو جو کچھ مل جائے یہ سب کوڑھ کے آغاز کی علامتیں ہیں۔ پس کون پسند کرے گا کہ وہ کوڑھی کی طرح ہو جائے۔ کوڑھی کی آخری صورت یہ ہوتی ہے وہ کہتا ہے مجھے نہ چھونا، مجھے نہ چھونا۔ تو خدا کے مومن بندوں کے دل سے پھر یہ آواز اٹھتی ہے کہ اس ظالم، اس بدبخت کو نہ چھوؤ، اس کو اپنے حال پر رہنے دو۔

پس یہ میری دعا ہے اور اسی پر میں آج کے خطبے کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے روحانی کوڑھ سے بچائے اور حسد کی بجائے رشک پیدا فرمائے۔ رشک میں نیکیوں میں آگے بڑھنے کی دوڑ ہوا کرتی ہے۔ اس دوڑ کی ہم سب دنیا کو دعوت دیتے ہیں مگر یہ دوڑ اللہ کے فضلوں کے سوا کسی کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆......☆......☆

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

منگل، ۱۹ر مئی ۱۹۹۸ء:

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے لندن سے باہر تشریف فرما ہونے کی وجہ سے آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۶۴ جو ۲۸ر جون ۱۹۹۵ء کو براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ ٹرانسمٹ کی گئی۔

بدھ، ۲۰ر مئی ۱۹۹۸ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۶۵ جس کا آغاز سورۃ النساء کی آیت نمبر ۴ سے ہوا براڈکاسٹ کی گئی۔ یہ کلاس پہلی بار ۲۹ر جون ۱۹۹۵ء کو پیش کی جا چکی ہے۔

جمعرات، ۲۱ر مئی ۱۹۹۸ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۲۸ جو ۴ر دسمبر ۱۹۹۵ء کو پہلی بار ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی نشر مکرر کے طور پر دکھائی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۲ر مئی ۱۹۹۸ء:

آج فرنچ بولنے والے زائرین کے ساتھ ایک پرانی ملاقات کا پروگرام دوبارہ براڈکاسٹ کیا گیا جس میں دوسرے سیاروں میں زندگی کے پائے جانے کے متعلق قرآنی ارشاد اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے Saint ہونے کے متعلق سوال کئے گئے تھے؟

(امتہ المجید چوہدری)

"واقفین نو بچے ایسے ہونے چاہئیں جو غریب کی تکلیف سے غنی نہ بنیں لیکن امیر کی امارت سے غنی ہو جائیں"۔ (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر

پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

اَلَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَان

حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب مرحوم

(مبلغ مغربی افریقہ)

الحاج حکیم فضل الرحمٰن صاحب جماعت احمدیہ کی طرف سے افریقہ بھیجے جانے والے دوسرے خوش قسمت مجاہد احمدیت تھے جن کو ارض بلال میں کم و بیش اکیس سال تک خدمت دین کی توفیق ملی۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب میں سے ایک ممتاز بزرگ حضرت حافظ نبی بخش صاحب ساکن فیض اللہ چک (ضلع گورداسپور) کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ پہلی مرتبہ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر ۲۳؍فروری ۱۹۲۲ء کو گولڈ کوسٹ (غانا) تشریف لے گئے اور سات سال تک تبلیغی جہاد میں سرگرم عمل رہنے کے بعد ۱۹۲۹ء میں واپس قادیان تشریف لائے۔ قیام افریقہ کے دوران ہی آپ کی والدہ فوت ہو گئیں۔ واپسی پر آپ کی شادی ہوئی جس کے چند سال بعد فروری ۱۹۳۳ء میں آپ کو دوبارہ مغربی افریقہ بھیجا گیا جہاں آپ چودہ سال تک تبلیغ دین کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں مصروف رہے۔ یہ زمانہ آپ کے لئے مسلسل جہاد کی حیثیت رکھتا تھا۔ جس میں آپ نے اسلام کے کئی اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی یلغار کا نہایت بہادری اور جرأت سے مقابلہ کر کے انہیں شکست فاش دی۔ جس کے بعد ان علاقوں میں احمدیت کی بنیادیں پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئیں۔ اگرچہ اُسی زمانہ میں آپ کو اپنے والد ماجد کی وفات کا صدمہ بھی سہنا پڑا مگر اس نڈر اور جانباز سپاہی نے میدان جہاد کو چھوڑ کر واپس آنا گوارا نہ کیا۔ چنانچہ آپ کے بھائی محترم ملک حبیب الرحمٰن صاحب (سابق ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز سرگودھا ڈویژن) نے ایک مرتبہ جناب مولوی محمد صدیق امرتسری مرحوم کو بتایا کہ جہاں تک انہیں علم ہے حکیم صاحب نے کبھی حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں یا دفتر تبشیر کو اپنی وطن واپسی کی استدعا نہیں کی اور ۱۹۴۷ء کے لواخر میں جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ بڑھاپے میں قدم رکھ چکے تھے اور آپ کی اہلیہ محترمہ بھی ادھیڑ عمر کو پہنچ چکی تھیں اور بچے جوان ہو چکے تھے۔ بایں ہمہ افریقہ سے مراجعت کے بعد بھی آپ زندگی کے آخری سانس تک نہایت اخلاص سے سلسلہ احمدیہ کی خدمات بجالاتے رہے۔ چنانچہ ۱۹۴۸ء کی ابتداء سے کچھ عرصہ تک آپ نے وکالت تبشیر اور نظارت دعوۃ و تبلیغ میں خدمات انجام دیں جس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو افسر لنگر خانہ و مہمان خانہ مقرر فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت میں آپ نے اپنے سارے اوقات وقف کر دیئے اور اپنے فرائض کی بجا آوری میں اس درجہ محنت سے کام لیا کہ آپ ہائی بلڈ پریشر اور یرقان کی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو گئے۔ بایں ہمہ کئی ماہ تک آپ مسلسل کام کرتے رہے اور بڑی مشکل سے بعض بزرگوں کے متواتر اصرار اور مشورہ پر جولائی ۱۹۵۵ء میں باقاعدہ علاج کے لئے لاہور گئے مگر بیماری آخری درجہ تک پہنچ چکی تھی۔ کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ آخر ۲۸؍اگست ۱۹۵۵ء کو بعمر ۵۹ سال خالق حقیقی کا بلاوا آگیا۔ اور آپ ہمیشہ کے لئے مِنْھُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ کے آسمانی گروہ میں شامل ہو گئے۔

اخبار الفضل نے آپ کی وفات پر حسب ذیل خبر شائع کی:

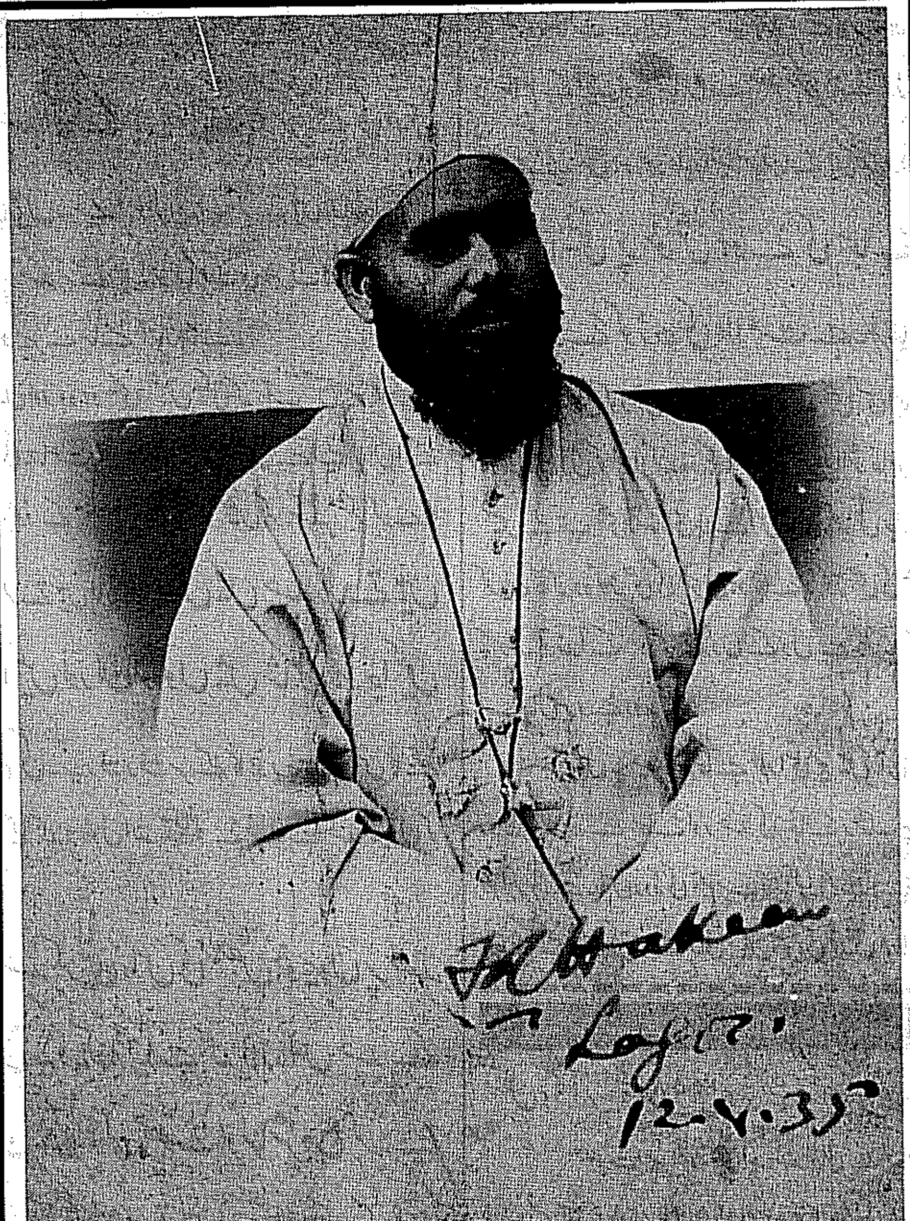

حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب، مبلغ مغربی افریقہ

"ربوہ ۲۹؍اگست۔ بہت گہرے رنج و افسوس کے ساتھ یہ اطلاع احباب تک پہنچائی جاتی ہے کہ مکرم و محترم جناب حکیم فضل الرحمٰن صاحب کل دوپہر کو لاہور میں انتقال فرما گئے اور اس طرح تبلیغ اسلام کے میدان کا ایک نہایت کامیاب اور بہادر سپاہی اور احمدیت کا ایک سچا اور مخلص فرزند ہم سے جدا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

محترم حکیم صاحب نے ۲۳ برس کے طویل عرصہ تک مغربی افریقہ میں جس کامیابی کے ساتھ اعلائے کلمہ اسلام کا فریضہ ادا کیا اور محض تبلیغ اسلام کی خاطر اپنے وطن، اپنے اہل و عیال اور اپنے دیگر عزیزوں سے قریباً ایک ربع صدی تک جدائی برداشت کرتے ہوئے جس غیر معمولی قربانی اور ایثار کا ثبوت دیا اس کی بناء پر آپ کا نام یقیناً سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گا۔ اور آنے والی نسلوں کے لئے راہنمائی کا کام دے گا"۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۵۵ء میں آپ کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے اسلام کی اس عظیم الشان عمارت کی مرمت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کو اس قلعہ کا پاسبان مقرر فرمایا تا کہ اسلام کی یہ گرتی ہوئی عمارت پھر اپنی بنیادوں پر استوار ہو جائے۔ اور دشمن کے حملے ناکام ہو جائیں۔ چنانچہ آپ آئے اور آپ نے نئے سرے سے اس عمارت کے فرش اور دیواروں پر سیمنٹ کر دیا۔ اس کے اندر دوبارہ سفیدی کر دی۔ اس کے تمام سوراخ بند کر دئے۔ اور اسے پھر مضبوط قلعہ کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ اب کسی کی طاقت نہیں کہ وہ اسلام کی دیوار کو گرا سکے۔ پھر خدا نے اس عمارت کی مرمت ہی نہیں کی بلکہ ایک نئی فوج بھی تیار کر دی جو قلعہ کی حفاظت کے لئے اس کے سامنے کھڑی ہے۔ اب دشمن کی مجال نہیں کہ وہ اس قلعہ کی طرف بڑھے اور اس پر حملہ کر سکے کیونکہ اس قلعہ کے محافظین کے دلوں میں خدا اور اس کے رسول کی محبت ہے وہ اس کی رضا کے لئے اپنے وطنوں کو چھوڑتے ہیں اور غیر ملکیوں میں سالہا سال تک رہ کر دین کی اشاعت کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ ہمارے مبلغین میں ایسی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ انہوں نے اسلام کی اشاعت کے لئے اپنی زندگی وقف کی اور شادی کے چند ہفتوں بعد ہی غیر ممالک میں چلے گئے۔ چونکہ میاں بیوی اگر ایک رات بھی اکٹھے رہیں تو بعض دفعہ حمل ہو جاتا ہے۔ اسلئے ان کے پیچھے ہی بچے پیدا ہوئے اور وہ سالہا سال تک اپنے باپ کی شکل تک دیکھنے کو ترستے رہے۔ ایک مبلغ جو شادی کے معاً بعد تبلیغ اسلام کے لئے چلے گئے تھے۔ ان کا بچہ ان کے جانے کے بعد پیدا ہوا اور پھر بڑے ہو کر سکول میں تعلیم حاصل کرنے لگا۔ جب وہ دس سال کا تھا تو ایک دن وہ سکول سے اپنے گھر آیا اور اپنی ماں سے کہنے لگا کہ اماں لڑکے جب سکول میں آتے ہیں تو کہتے ہیں ہمارا ابّا یہ لایا، ہمارا ابّا وہ لایا، میرا ابھی کوئی ابّا ہے یا نہیں"۔

(خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کی طرف اشارہ ہے 'الازہار لذوات الخمار' حصہ دوم صفحہ ١٧٤ طبع دوم ناشر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ۔ تقاریر حضرت مصلح موعودؓ)

"اسی طرح حکیم فضل الرحمٰن صاحب جو حال ہی میں میرے پیچھے فوت ہوئے وہ شادی کے تھوڑا عرصہ بعد ہی مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے چلے گئے اور تیرہ چودہ سال تک باہر رہے۔ جب وہ واپس آئے تو بیوی کے بال سفید ہو چکے تھے اور ان کے بچے جوان ہو چکے تھے"۔

(روزنامہ الفضل ٢٤؍اکتوبر ١٩٥٥ء صفحہ ٣)

اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے تحریر فرمایا ہے:

"حکیم فضل الرحمٰن صاحب ایک نہایت مخلص کارکن تھے جنہوں نے اپنے آپ کو عین جوانی میں سلسلہ کی خدمت میں وقف کیا اور پھر تقریباً تئیس سال مغربی افریقہ کے مختلف علاقوں میں فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے اور ملکی تقسیم کے بعد واپس آکر افسر لنگر خانہ کے اہم عہدہ پر مقرر ہوئے۔

حکیم صاحب صاحب مرحوم ایک باہمت اور نہایت مخلص اور صابر و شاکر اور خدمت سلسلہ میں بشاشت اور خوشی کے ساتھ حصہ لینے والے کارکن تھے۔ ان کی اہلیہ بھی ایک صابرہ اور شاکرہ خاتون ہیں"۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد ١٨)

☆......☆......☆

واقفین نو کے لئے ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا:

"واقفین نو کے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے جو قریب دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ واقفین بچوں کو نہ صرف اس لحاظ سے بتانا چاہئے بلکہ یہ بھی سمجھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی سے شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں اس کے نتیجے میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ١٠؍فروری ١٩٨٩ء)

استنبول میں
صحابۂ رسولؐ کے مزارات

ڈاکٹر محمد جلال شمس- جرمنی

جنگ خندق سے قبل مسلمان مدینہ کے ارد گرد خندق کھودنے میں مصروف ہیں۔ ایک مقام پر ایک ایسا سخت پتھر ہے جو ٹوٹنے میں نہیں آتا۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے۔ آنحضورؐ بنفس نفیس تشریف لاتے ہیں۔ کدال ہاتھ میں لے کر پتھر پر ضرب لگاتے ہیں۔ پتھر میں سے ایک چنگاری نکلتی ہے۔ آنحضور ﷺ اللہ اکبر کہہ کر زور سے نعرہ بلند کرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ بھی اللہ اکبر کہہ کر نعرہ لگاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ دوسری بار پھر ضرب لگاتے ہیں۔ پتھر میں سے پھر چنگاری نکلتی ہے۔ آنحضرت ﷺ دوبارہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ کے صحابہ بھی اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ تیسری بار آنحضورؐ پھر پتھر پر ضرب لگاتے ہیں۔ پھر چنگاری بلند ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ پھر نعرہ بلند کرتے ہیں۔ صحابہ رسول بھی نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں۔ پتھر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ سے عرض کی جاتی ہے کہ اے خدا کے رسولؐ! آپؐ نے نعرۂ تکبیر کیوں بلند کیا؟ آپؐ فرماتے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے قیصر و کسریٰ کے محلات کی چابیاں عطا فرمائیں۔ اور یمن کے باغات کے ملنے کی بشارت عطا فرمائی ہے۔

"قیصر" مشرقی رومن سلطنت کے بادشاہ کا لقب ہے۔ سلطنت کا پایۂ تخت قسطنطنیہ ہے۔ مشرقی رومن سلطنت دنیا کی دو عظیم سلطنتوں میں سے ایک ہے۔ سلطنت کی رعایا عیسائی ہے۔ عیسائی دنیا کا موجودالوقت سب سے بڑا گرجا استنبول میں ہے۔ آنحضورؐ پیشگوئی فرماتے ہیں:

"لَتُفْتَحَنَّ القُسْطُنْطِينِيَةُ فَلَنِعْمَ الأَمِيْرُ أَمِيْرُهَا
وَلَنِعْمَ الجَيْشُ ذٰلِكَ الجَيْشُ".

یعنی قسطنطنیہ ضرور فتح کیا جائے گا اور مسلمان ایک دن ضرور اس شہر میں فاتحانہ شان سے داخل ہونگے۔ وہ امیر کیا ہی پیارا ہے جو اسے فتح کرے گا اور وہ لشکر بھی کیا ہی عمدہ لشکر ہے جس کے ہاتھوں یہ شہر فتح ہوگا۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار آنحضور ﷺ ام حرام بنت ملحانؓ کے گھر میں داخل ہوئے۔ امّ حرامؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ کی اہلیہ تھیں۔ امّ حرام نے آنحضورؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ اور آپؐ کے بالوں کو صاف ستھرا کر کے کنگھی کی۔ پھر آنحضورؐ سو گئے۔ جب آنحضورؐ بیدار ہوئے تو آپؐ ہنس رہے تھے۔ ام حرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپؐ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنی امت کے بعض لوگوں کو سمندر میں سفر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ اس طرح شان کے ساتھ سمندر کی لہروں پر سے ہوتے ہوئے جہاد کی غرض سے جا رہے تھے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر شان و شوکت سے بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ میں خواب میں ان کو دیکھ کر خوشی سے ہنس رہا ہوں۔ حضرت امّ حرامؓ نے عرض کی یارسول اللہ! دعا کیجئے کہ میں بھی اس لشکر میں شامل ہو جاؤں جو سمندر میں سفر کرتے ہوئے جہاد کے لئے نکلے گا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا تم ان میں سے ایک ہو۔ خدا تعالیٰ نے اس لشکر کے لئے جنت واجب کر دی ہے۔ اس کے بعد آنحضورؐ دوبارہ سو گئے۔ جب دوبارہ بیدار ہوئے تو پھر خوشی سے ہنس رہے تھے۔ امّ حرامؓ کے دریافت کرنے پر آنحضورؐ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے وہ لوگ دکھائے گئے ہیں جو قیصر کے شہر میں (یعنی قسطنطنیہ میں) داخل ہو رہے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو بھی بخش دیا ہے۔ حضرت امّ حرامؓ نے عرض کی یارسولؐ اللہ دعا کیجئے میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ آنحضورؐ نے فرمایا نہیں۔ تم ان میں سے نہیں ہو۔ البتہ تم پہلے لشکر میں سے ہو۔

(بروایت صحیح بخاری کتاب الجهاد)

ان تمام روایات سے یہ پتہ لگتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے مشرقی رومن امپائر کے پایۂ تخت کے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ یہ فتح بحری بیڑے کے ہاتھوں ہوگی۔ آنحضورؐ کی ان پیشگوئیوں کے پیش نظر مسلمانوں نے متعدد بار قسطنطنیہ اور دیگر رومی علاقوں پر حملہ کیا۔ آنحضورؐ کے صحابہ کرامؓ اور صحابیات رسولؐ بھی ان لشکروں میں شامل رہے جو رومی علاقوں بالخصوص قسطنطنیہ کی فتح کے لئے نکلے تھے۔ ان میں سے متعدد اصحاب رسولؐ ان علاقوں میں مدفون ہیں۔ قسطنطنیہ (قدیم شہر) اور اس کے قرب و جوانب میں بھی بہت سے اصحاب رسولؐ کے مزار ہیں۔ جن کا تذکرہ اہل ایمان کے لئے یقیناً مفید ہوگا۔

شام رومن سلطنت کا ایک حصہ تھا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں شام فتح ہوا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت امیر معاویہؓ شام کے گورنر تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ کی زیر نگرانی پہلا مسلمان بیڑا تیار کیا گیا۔ انہیں کے زمانہ میں جزیرۂ قبرص اسلامی علاقہ میں شامل ہوا۔ حضرت امّ حرامؓ بھی اس بحری بیڑے کے ساتھ قبرص پہنچیں جو قبرص پر حملہ آور ہونے کی خاطر وہاں پہنچا تھا۔ آپؓ اس وقت عمر رسیدہ تھیں۔ گھوڑے سے گر گئیں اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ اور قبرص میں ہی دفن کی گئیں۔ اس طرح آنحضور ﷺ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو آنحضورؐ نے حضرت امّ حرامؓ کے بارہ میں بیان فرمائی تھی۔ جب قبرص ترکوں کے ہاتھوں فتح ہوا تو ۱۷۶۰ء میں آپؓ کا مزار تعمیر کیا گیا۔ ۱۹۷۴ء میں قبرص کی تقسیم کے بعد حضرت امّ حرامؓ کا مزار یونانی حصہ میں شامل ہو گیا جو قبرص کے لارناکا (Larnaca) شہر میں واقع ہے۔

جہاں تک قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) کی فتح کا تعلق ہے اس کی تاریخ خاصی طویل ہے۔ مسلمانوں نے متعدد بار اس شہر پر حملہ کیا اور شہر کا محاصرہ کر کے اس شہر کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عرب مسلمانوں نے پانچ مرتبہ اور ترک مسلمانوں نے چھ مرتبہ اس شہر پر حملہ کیا۔ سب سے پہلی بار حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا۔ اس لشکر کا امیر حضرت امیر معاویہ کا بیٹا یزید بن معاویہ تھا۔ مرآۃ اور عینی کے مؤلفین کے بیان کے مطابق اس لشکر کے امیر حضرت سفیان بن عوفؓ تھے۔ البتہ یزید بھی اس لشکر میں شامل تھا۔ (مرآۃ، مشکوۃ شریف کی اور عینی، صحیح بخاری کی شرح ہے)

اس لشکر میں حضرت ابوایوب انصاریؓ میزبان رسولؐ بھی شامل تھے۔ علاوہ ازیں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن زبیرؓ کے علاوہ دیگر بہت سے صحابہ رسولؐ اس لشکر میں شامل تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں ستائیس صحابہ رسولؐ شہید ہوئے۔ لیکن ان قبروں کا معین علم کسی کو نہیں۔ پروفیسر سہیل اُنور (Suheyl Unver) کے خیال کے مطابق "توقلودودے قبرستان" (Toklu Dede) اور "یني حوض" میں متعدد اصحاب رسولؐ کی قبریں موجود ہیں۔ لیکن ان کے اسماء کسی کو معلوم نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کونسی قبر میں کون سے بزرگ مدفون ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بعض مزار ان اصحاب رسولؐ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں جو استنبول میں مدفون نہیں۔ مثلاً حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے نام سے جو مزار موسوم ہیں ان کے بارہ میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ان بزرگوں کی قبریں نہیں ہیں بلکہ دعا کرنے کی خاطر صرف علامتی قبریں ہیں۔ جس طرح کسی مرحوم کے نام کی تختی لگائی جاتی ہے البتہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ صرف ان بزرگوں کی علامتی قبریں کیوں بنائی گئی ہیں اور دوسرے صحابہ کرامؓ کے نام کی قبریں (دعا کی خاطر) کیوں تیار نہیں کی گئیں۔

یہ بات بھی یقیناً احباب کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگی کہ ہرچند کہ عرب سارے قسطنطنیہ شہر کو تو فتح نہ کر سکے البتہ ۹۸ھ یا ۷۱۶ء میں اموی جرنیل مسلمہ بن عبدالملک کی زیر نگرانی ایک مسلمان عرب لشکر نے قسطنطنیہ کی فصیل سے متصل "غالاطہ" (Galata) پر قبضہ کر لیا اور وہاں مسجد تعمیر کی۔ غالاطہ، استنبول کے فصیل والے قدیم حصہ سے تو باہر ہے البتہ موجودہ شہر کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان مسلمان عربوں نے حتی المقدور اپنے بزرگوں کی قبروں کی حفاظت کی جس کی وجہ سے بعض اصحاب رسولؐ کے مزار واضح ہو گئے ہیں۔ البتہ بہت سی ایسی قبریں ابھی تک گوشۂ گمنامی میں ہیں اور یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ یہ قبر ایک مسلمان کی ہے، یہ معلوم نہیں کہ وہاں کون مدفون ہے۔

عرب مسلمانوں نے قسطنطنیہ کا پہلی بار ۳۲ھ (۱۲ اگست ۶۵۲ء) کو محاصرہ کر لیا۔ احمد جودت پاشا نامی مشہور ترک مؤرخ کے بیان کے مطابق، بالذات حضرت امیر معاویہ اس لشکر کے امیر تھے۔ اس کے بعد مختلف اوقات میں چار بار مزید عربوں نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا لیکن اس شہر کو فتح نہ کر سکے۔ بالآخر یہ شہر ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء کو فاتح سلطان محمد کے ہاتھوں فتح ہوا اور اس طرح آنحضورؐ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو آنحضورؐ نے سینکڑوں سال قبل فرمائی تھی۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ، میزبان رسولؐ کے بارہ میں جودت پاشا نامی مؤرخ کا بیان ہے کہ آپ قسطنطنیہ کے تیسرے محاصرہ میں شریک ہوئے۔ اس لشکر کے امیر، سفیان بن عوف تھے۔ لشکر میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کے علاوہ حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن زبیرؓ بھی شامل تھے۔ علامہ عینی اپنی کتاب "عتق الجمعان فی تاریخ اهل الزمان" میں اس لشکر کا کمانڈر یزید بن معاویہ بتاتے ہیں۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی عمر اس وقت اسّی سال سے متجاوز تھی۔ آپ بیمار ہوئے۔ بتایا جاتا ہے کہ آپؓ کو اسہال کی تکلیف ہو گئی تھی۔ ۵۲ھ یعنی ۶۷۲ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ میری نعش کو استنبول (قسطنطنیہ) کی فصیل کے جتنا قریب ہو سکے وہیں دفن کرنا۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپؓ کو فصیل سے باہر قریباً تین کلومیٹر کے فاصلہ پر خلیج کے کنارے دفن کیا گیا۔ آپ کی تدفین رات کے وقت عمل میں لائی گئی۔ خلیج سے مراد بحیرۂ مارمورا کی وہ نہر ہے جو موجودہ استنبول کے یورپ میں واقع حصہ کو مزید دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ (یہ وہی سمندری نہر ہے جس کے اندر سلطان محمد فاتح نے خشکی کے راستے بحری جہاز ڈال دئے تھے اور اس طرح شہر کو فتح کر لیا تھا۔)

شیخ الاسلام خواجہ سعد الدین، تاج التواریخ میں بیان کرتے ہیں کہ استنبول کی فتح کے بعد سلطان محمد فاتح نے اپنے استاد اور مرشد حضرت آق شمس الدینؒ سے درخواست کی کہ آپ خدا تعالیٰ سے دعا کر کے یہ معلوم کریں کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی قبر کس جگہ ہے۔ اس پر حضرت آق شمس الدینؒ نے خلوت میں دعا کی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے رؤیا میں آپؒ کو قبر کی جگہ دکھا دی۔ وہاں پر کھدائی کے ذریعہ فی الواقع قبر کے آثار مل گئے۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ پتھر کا ایک کتبہ بھی مل گیا جس پر حضرت ابوایوب انصاریؓ کا نام درج تھا۔ قبر دریافت ہونے کے بعد فاتح سلطان محمد نے ۱۴۵۳ء میں وہاں پر باقاعدہ مقبرہ بنانے کا حکم دیا۔ ایک مدرسہ اور مسافر خانہ بھی تعمیر کیا گیا۔ ۱۷۶۶ء میں شدید زلزلہ کے نتیجہ میں مسجد مسمار ہو گئی۔ چنانچہ سلطان سلیم سوئم نے مسجد کو نئے سرے سے تعمیر

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

کروالیا۔ حافظ حسین ایوان سرائی نے اپنی کتاب "حدیقة الجوامع" میں بیان کیا ہے کہ بہت سے سلاطین اور امراء نے بعد میں وقتاً فوقتاً بہت سے اضافے کئے اور بعض نئی عمارات تعمیر کروانے کے علاوہ نئے مینارے بھی تعمیر کروائے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مزار پر لکڑی کا ڈبہ رکھا ہے جس پر چاندی کا خول چڑھا ہوا ہے، جس پر عربی رسم الخط میں عبارت لکھی ہوئی ہے۔ اسے سلطان محمود دوئم نے تیار کرایا تھا۔ تحریر کا کچھ حصہ سلطان محمود دوئم کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ باقی عبارت مصطفیٰ راقم افندی نامی خطاط کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مزار کے ارد گرد قبرستان ہے جس میں بہت سے شہزادوں، شہزادیوں، وزراء سلطنت اور فوجی جرنیلوں کی قبریں ہیں۔

عاجز جب پاکستان سے پہلی بار ترکی روانہ ہونے والا تھا تو بہت سے بزرگوں نے عاجز کی عزت افزائی کی۔ ان میں سے دو بزرگوں کا خصوصی تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو استاذی المکرم مولانا عزیزالرحمٰن صاحب منگلا مرحوم ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ساری عمر مثنوی مولانا روم تو میں پڑھتا رہا لیکن اب خداتعالیٰ کے فضل سے ان کے مزار کی زیارت کی توفیق تمہیں مل رہی ہے۔ جب وہاں پہنچو تو میری طرف سے بھی دعا کرنا۔ اسی طرح میزبان رسولؐ کی قبر پر دعا کرنا۔ دوسرے بزرگ مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب تھے۔ انہوں نے عاجز کو اپنے ہاں چائے پر مدعو کیا اور بڑے ہی درد بھرے انداز میں میزبان رسولؐ کے مزار پر جاکر دعا کے لئے کہا۔ یہ دونوں بزرگ خدا کو پیارے ہو چکے ہیں۔ ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان۔

☆......☆......☆

میزبان رسولؐ حضرت خالد بن زید ابو ایوب انصاریؓ کی قبر کے علاوہ بعض دیگر اصحاب رسولؐ کی قبریں بھی استنبول میں بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن آپ کی قبر کی طرح مرجع عوام نہیں۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مزار تو مرجع خلائق ہے۔ ہر وقت وہاں پر عوام کا جمگھٹا رہتا ہے۔ بالخصوص لوگ بچوں کے ختنے کرانے سے پہلے بچوں کو خوبصورت (فوجی قسم کا) لباس پہنا کر آپؓ کے مزار پر لاتے ہیں۔ بعض لوگ مزار کے سامنے قالین پر بیٹھ کر تلاوت قرآن کریم میں مصروف نظر آتے ہیں۔ یہ کیفیت باقی قبروں کی نہیں ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری کا مزار جس جگہ ہے اس سارے محلے کو "ایوب سلطان" کہا جاتا ہے۔

☆...... توجہ مصطفیٰ پاشا استنبول کا وہ قدیم محلہ ہے جو فصیل کے اندر واقع ہے۔ وہاں پر ایک مسجد ہے جسے "جابر کی مسجد" کا نام دیا جاتا ہے۔ وہاں پر حضرت جابر بن سمرةؓ کے نام کا کتبہ لگا ہے اور قبر تیار کی گئی ہے لیکن جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا ہے یہ قبر علامتی ہے اور دعا کی خاطر تعمیر کر کے کتبہ لگا دیا گیا ہے ورنہ فصیل کے اندر ایک صحابی کی قبر کا عیسائیوں کے زمانہ میں تعمیر کیا جانا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ صحابی، حضرت ابوایوب انصاریؓ کے ساتھ ہی قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) کے محاصرہ میں شامل ہوئے تھے۔ مسجد کے دروازے پر عثمانی (قدیم ترکی) زبان میں مرحوم کے بارہ میں ایک نظم بھی درج ہے۔ یہ نظم ترک شاعر عارف نے ۱۸۸۸ء میں لکھی تھی۔

☆......ایک اور صحابی کی قبر بھی توجہ مصطفیٰ پاشا کی جامع مسجد میں موجود ہے۔ یہ حضرت جابر بن عبداللہؓ ہیں۔ آپؓ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ بہت سے غزولت میں شرکت کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر آپؓ نے آنحضرتؐ کی دعوت کی تھی۔ آنحضور سینکڑوں اصحاب کے ساتھ دعوت میں شریک ہوئے۔ آنحضرتؐ کی دعا سے تھوڑا کھانا سینکڑوں اصحاب کے لئے کافی ہو گیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ اور ۷۴ھ میں یعنی ۶۹۴ء میں مدینہ میں مدفون ہوئے۔ ظاہر ہے کہ توجہ مصطفیٰ پاشا مسجد میں جو مزار ہے وہ علامتی طور پر دعا کی غرض سے تعمیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ بتلایا جاتا ہے کہ آپؓ بھی استنبول (قسطنطنیہ) کے محاصرہ میں شریک ہوئے تھے۔

☆......ایک اور صحابی حضرت جابر بن سمورہؓ کا مزار بھی استنبول میں ہے۔ آپؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بھانجے تھے۔ استنبول کے محاصرے میں شریک ہوئے لھذا دعا کی خاطر آپ کی قبر تیار کی گئی۔ ویسے آپ کی وفات ۷۴ھ یا ۶۹۴ء میں عراق میں ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ "جابر" نام کے چوبیس اصحاب رسولؐ ہیں۔

☆......ایک اور صحابی حضرت کعبؓ کا مزار ایوب سلطان جانے والے راستہ میں ایوان سرائے کے قریب "چنار" نامی جگہ پر اور "بک لک دیغرمنی" نامی مقام کے قریب ہے۔ مزار کا دروازہ سبز رنگ کا ہے۔ مزار کی چار کھڑکیاں ہیں۔ دروازہ پر ایک لوح مزار ہے جس کی تحریر یوں ہے۔ "اصحاب میں سے حضرت کعب"۔ بتلایا جاتا ہے کہ کعب نام کے متعدد اصحاب رسول ہوئے ہیں۔ ان میں سے سترہ اصحاب کے نام "الاستیعاب" نامی کتاب میں موجود ہیں۔ یہ پتہ نہیں لگ سکا کہ یہ مزار ان اصحاب میں سے کس کا ہے۔

☆......نافذ حسین ایوان سرائی کے بیان کے مطابق توقلی ددے کے مقام پر حضرت ابوشعبة الخذریؓ کا مزار موجود ہے۔ مزار کے ارد گرد لوہے کا جنگلہ ہے۔ یاد رہے کہ توقلی ددے (Toklu Dede) کی مسجد کلیسا کو بدل کر بنائی گئی تھی۔ مزار کے باہر والے برآمدے میں "احمد الانصاریؓ" نامی صحابی کی قبر بتائی جاتی ہے۔ ایوان سرائے کے گیٹ کے اندر "بالاط" والی طرف توجہ مصطفیٰ پاشا مسجد کے صحن میں حضرت جابر بن سمرةؓ کی قبر ہے۔ بعض کے نزدیک یہ قبر حضرت جابر بن عبداللہؓ کی ہے۔

☆......"چنار چشمہ" نامی جگہ پر توجہ مصطفیٰ پاشا محلّہ میں ایک قبر ہے جس کے بارہ میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حضرت ابوذر غفاریؓ کی قبر ہے۔ قبر کے نزدیک ہی ایک مسجد ہے جو شہید علی پاشا نے تعمیر کرائی تھی۔

☆......ایک اور مزار "قریہ" نامی جگہ پر ہے۔ یہ جگہ ادرنہ قاپی اور توپ قاپی کے درمیان ہے۔ یہاں کی مسجد پہلے ایک گرجا تھا۔ استنبول کی فتح کے بعد گرجا کو مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔ جمہوریہ کے اعلان کے بعد اس مسجد کو میوزیم کا نام دے دیا گیا۔ یہاں ایک مدرسہ بھی بعد میں کسی وقت تعمیر کیا گیا جس کے بائیں طرف دروازے اور کھڑکی کے اوپر ایک لوح مزار ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"اصحاب کرام میں سے ابوسعید الخذری"

☆......ایک اور قبر "اغری قاپی" کے اندر ہے۔ یہ قبر "آوجی محمد بک" محلّہ میں مسجد کے سامنے والے مدرسہ کے صحن میں ہے۔ یہ قبر "شعبہ" نامی ذات کی ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ شعبہ کون ہیں۔

☆......"اغری قاپی" کے اندر والی طرف ایک اور قبر ہے جس پر یہ تحریر ہے کہ یہ "اصحاب کرام میں سے حافر کی قبر ہے"۔

☆......ایوان سرائے کے دروازے کے باہر ایوب سلطان محلے کی طرف جانے والے راستے پر کسی زمانہ میں ایک مکتب ہوا کرتا تھا جسے خدیجہ سلطان نامی شہزادی نے تعمیر کروایا تھا۔ وہاں پر ایک صحابی مدفون بتائے جاتے ہیں جن کا اسم گرامی "محمد الانصاریؓ" بتلایا جاتا ہے۔

☆......"سلطان حمامی" نامی جگہ کے سامنے ایک راستہ نیچے کی طرف جاتا ہے جس کا نام "حسن+حسین کا راستہ" ہے۔ بتلایا جاتا ہے کہ یہ دونوں بچے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی خدمت پر مامور تھے اور بازنطینی عیسائیوں کے ساتھ ہونے والی جنگ میں شہید ہوئے۔ راستہ کے ایک طرف حسن کا مزار ہے اور راستہ کی دوسری جانب "خواجہ قاسم کی محراب" کے سامنے حسین کا مزار بتلایا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ دونوں نوجوان اصحاب میں سے نہیں تھے البتہ بتلایا جاتا ہے کہ میزبان رسول کی خدمت پر مامور تھے۔

مندرجہ بالا معلومات "نافذ حسین ایوان سرائی" کی کتاب "حدیقة الجوامع" سے جمع کی گئی ہیں۔

☆......توقلی ددے (Toklu Dede) کے قبرستان میں (ایوان سرائے میں فصیل کے ساتھ) ایک قبر ہے جس کے بارہ میں خیال ہے کہ یہ حضرت ابوشیبة الخذریؓ کی قبر ہے۔ بتلایا جاتا ہے کہ آپؓ آنحضرتؐ کے رضائی بھائی تھے۔ آپ بھی قسطنطنیہ کے محاصرہ میں شریک ہوئے۔ ابن حجر عسقلانیؒ "الإصابه في تميز الصحابه" نامی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ آپؓ حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ استنبول کے محاصرہ میں شامل ہوئے اور یہیں وفات پائی۔ سلطان محمد دوئم نے آپ کے مزار کو از سر نو تعمیر کروایا۔ وقائع نویس اسعد افندی نے مزار کی تعمیر نو کے بارہ میں ایک نظم لکھی جس کا قلمی نسخہ سلیمانیہ کتب خانہ استنبول کے اسعد آفندی والے حصہ میں موجود ہے۔ (اس وقت مزار اچھی حالت میں نہیں ہے)۔

☆......ایوان سرائے، توقلی ددے کے قبرستان میں ایک اور ذات کی قبر ہے جس کا نام "حمیداللہ الانصاریؓ" بیان کیا گیا ہے۔ اس قبرستان میں تین اصحاب کے مزار موجود ہیں جن میں ایک حمیداللہ الانصاریؓ ہیں۔ ہر چند کہ کسی کتاب میں اس نام کے کسی بھی صحابی کا ذکر موجود نہیں تاہم معلوم ہوتا ہے کہ آپ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ حجة الوداع کے موقعہ پر ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کے آنحضورؐ کا خطبہ سننے کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنے کثیر صحابہ کے حالات زندگی کا ملنا بظاہر محال ہے۔

حمیداللہ الانصاریؓ کا مزار، ابوشیبة الانصاریؓ کے مزار کے باہر، باب انصاری کے اندر اور فصیل کے ساتھ متصل ہے۔ ترک معمار اسمٰعیل افندی نے آپ کی لوحِ مزار کو لکھا تھا۔ سلطان محمد دوئم نے ۱۸۳۵ء میں آپؓ کے مزار کی اصل کے مطابق از سر نو تعمیر کرائی۔ وقائع نویس اسعد افندی نے تعمیر نو کے موقع پر ایک نظم بھی لکھی تھی۔

☆......اسی قبرستان میں "احمد الانصاری" نام کے ایک بزرگ کی قبر بھی موجود ہے۔ قبر پر یہ کتبہ لگا ہوا ہے "هذا قبر احمد الانصاری" یعنی یہ احمد الانصاری کی قبر ہے۔ یہ لوح مزار، فاتح سلطان محمد کے زمانے کا ہے۔ غالب گمان یہی ہے کہ یہ مزار بھی کسی ایسے صحابی کا ہے جو صغار صحابہ کرامؓ میں سے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆......ابن حجر عسقلانیؒ "الاصابه فی تمیز الصحابه" نامی کتاب میں ایک صحابی کا ذکر کرتے ہیں جن کا نام عبداللہ ابن حشامؓ تھا۔ آپؓ کی والدہ آپؓ کو آنحضورؐ کی خدمت میں لے کر گئیں۔ آنحضورؐ نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ یہ بچہ حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں زندہ تھا۔ لیکن اس کی وفات کا علم نہیں ہو سکا۔

"حسر جی زادہ" اپنی کتاب "استنبول میں صحابہ اور اولیاء اللہ کے مزار" میں "حسام ابن عبداللہ" نامی ایک ذات کا ذکر کرتے ہیں۔ خیال یہی ہے کہ "حسر جی زادہ" کو غلطی لگی ہے اور اصل میں آپ نے جس ذات کا ذکر کیا ہے ان کا اصلی نام "عبداللہ ابن حشامؓ" تھا۔ آپؓ کی قبر ایوان سرائے، سلطان حمامی میں ہے۔ قبر خستہ حالت میں ہے اور دور دراز جگہ پر مکانات کے پیچھے ہے۔

☆......اغری قاپی کے بالکل قریب، فصیل سے متصل "حفیرؓ" کی قبر ہے۔ بتلایا جاتا ہے کہ آپؓ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے قریبی عزیز (غالباً بھانجے) تھے۔ سلطان محمود دوئم نے آپؓ کے مزار کی تعمیر نو کرائی۔ مزار کے پتھر پر جو تحریر ہے وہ مشہور خطاط یساری زادہ مصطفیٰ عزت افندی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ وقائع نویس اسعد افندی نے اس بارہ میں ایک نظم بھی تحریر کی تھی۔

☆......ایوب سلطان محلّہ کے "جزری قاسم پاشا" محلّہ میں "باباحیدر" نامی جگہ سے "اوطاقچی لیر" کی طرف جانے والے راستہ پر "حضرت ادھمؓ" نامی صحابی کی قبر ہے۔ قبر کے سامنے ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ قبر پر جو لوح مزار ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپؓ کی وفات ۴۶ھ میں ہوئی۔ غالب گمان ہے کہ آپؓ صحابہ کرام میں سے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆......اغری قاپی، آوجی محمد بک محلّہ میں شیش خانہ سڑک پر واقع مسجد کے سامنے، مکتب کے صحن میں "حضرت شعبہؓ" کی قبر ہے۔ "شعبہ" نام کے دو بزرگ مشہور ہیں۔ "شعبہ ابن توأم" تابعین میں سے ہیں لیکن "حضرت شعبہ ابن طحیمؓ صحابہ کرام میں سے ہیں۔ آپؓ "عمیر الطحوی" کے پوتے تھے۔

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ جو بزرگ استنبول میں مدفون ہیں وہ کونسے ہیں۔ گمان کیا جاتا ہے کہ آپ صحابہ

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
☆......☆......☆......☆
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

کرام میں سے ہیں اور قسطنطنیہ کے محاصرہ میں شریک ہوئے اور یہیں پر وفات پائی۔ لوح مزار پر ایک رباعی درج ہے۔

ایوان سرائے والے گیٹ سے "دفتر دار" والے علاقہ کی طرف جائیں تو راستہ میں فصیل کے برج سے متصل ایک قبر ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ قبر "محمد الانصاریؓ" نامی بزرگ کی ہے۔ حافظ حسین افندی کے بیان کے مطابق یہ قبر خدیجہ سلطان مدرسہ کے اندر ہے۔ کسی زمانہ میں یہاں پانی کی سبیل تھی جہاں سے لوگ پانی پیتے تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ آپؓ بھی حضرت ابوایوب انصاریؓ کے ساتھ قسطنطنیہ کے محاصرہ میں شریک ہوئے اور محاصرہ کے وقت شہید ہوئے۔ آپؓ کی قبر سلطان محمود دوئم نے از سر نو تعمیر کروائی تھی۔

مشہور ترک محرر شمس الدین سامی نے "الاستیعاب" نامی کتاب میں "محمد" نام کے گیارہ صحابہ کا ذکر کیا جو کہ انصار میں سے تھے۔ استنبول میں مدفون "محمد الانصاریؓ" ان میں سے کون سے ہیں؟ اس سوال کا واضح جواب دینا ممکن نہیں۔

☆......اغری قاپی میں فصیل کے اندر اور "عوض افندی جامع مسجد" کے قریب "حضرت عبداللہ الخذریؓ" کی قبر ہے۔ قبر پر جو کتبہ لگا ہوا ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ صحابہ کرام میں سے تھے۔ اور ۵۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ لوح مزار پر ایک قطعہ بھی درج ہے۔

☆......"بالاط" (Balat) محلّہ میں "خواجہ قاسم کی جامع مسجد" کے سامنے "حضرت جعفر بن عبداللہ" کا مزار ہے۔ شمس الدین سامی نے الاستیعاب نامی کتاب میں یہ ذکر کیا ہے کہ آپؓ کا نام "جعفر بن ابی الحکم" بھی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ آپؓ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی خدمت پر مأمور تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سلطان محمود دوئم نے تمام صحابہ کرامؓ کی قبروں کو از سر نو تعمیر کروایا۔ اور وقائع نویس اسعد افندی نے نظمیں لکھ کر بادشاہ کے کارناموں کی تعریف کی۔ "وقائع نویس" عثمانی بادشاہوں کی خدمات جلیلہ اور کارہائے نمایاں کو شعروں میں بیان کرنے والے شاعروں کو کہا جاتا تھا۔

☆...... ایک اور صحابی کی قبر اغری قاپی میں "حضرت حفیرؓ" کی قبر کے بالکل سامنے ہے۔ قبر پر کتبہ لگا ہوا ہے "هذا المرقد الشريف (لاحد) من الاصحاب الكرام عبدالصادق ابن عامر ابن عبادة ابن صامت رضى الله تعالىٰ عنه نفعنا الله بشفاعتهٗ"۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپؓ صحابی تھے اور آپ کا نام عبدالصادق بن عامر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی صغار صحابہ میں سے تھے اور قسطنطنیہ کے محاصرہ میں فوت ہوئے۔ آپ کی قبر خستہ حالت میں ہے۔

☆...... آنحضور ﷺ کے کبار صحابہ کرامؓ میں سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ۳۲ھ میں شام میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے لیکن استنبول میں بھی دو مقامات پر آپؓ کے نام کا کتبہ لگا ہوا ہے۔ پہلا کتبہ تو ایوب سلطان محلّہ میں باب حیدر کے مقام پر جزری قاسم پاشا کے علاقہ میں محمود پاشا مسجد کے قریب ہے اس جگہ کو "چوملقچی" بھی کہا جاتا ہے۔ آپؓ کے نام کا دوسرا کتبہ "قاراجہ احمد قبرستان" میں ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آپؓ بھی قسطنطنیہ کے محاصرہ میں شامل ہوئے جس کی یاد میں یہ کتبے دعا کی غرض سے لگائے گئے ہیں۔ سلطان محمود دوئم نے ایوب سلطان محلے والے کتبے (اور قبر) کی از سر نو تعمیر کروائی۔ اور وقائع نویس اسعد افندی نے اس پر ایک نظم لکھی۔

☆......ایوان سرائے اغری قاپی میں فصیل کے اندر کی طرف "چنارلی چشمہ" کے قریب ایک مسجد ہے جو "نقش دل والدہ سلطان" نامی ملکہ نے تعمیر کروائی تھی۔ وہاں پر حضرت ابوذر غفاریؓ کے نام کا کتبہ لگا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دعا کی غرض سے علامتی قبر بن کر کتبہ لگا دیا گیا۔ (آپؓ کی وفات حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں مدینہ کے قریب ایک گاؤں میں ہوئی اور وہیں دفن کئے گئے)۔ سلطان محمود دوئم کی والدہ نقش دل سلطان نے اس مسجد کو از سر نو تعمیر کروایا جو شہید علی پاشا نے تعمیر کروائی تھی۔ نیز اس ملکہ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کے کتبہ اور علامتی قبر کو بھی از سر نو تعمیر کرایا۔

☆......اصحاب کرام میں سے حضرت ابوسعید خُدریؓ کی قبر بھی ادرنہ قاپی میں "قریہ جامع مسجد" سے متصل مدرسہ کے صحن میں موجود ہے۔ (یاد رہے کہ قریہ نامی مسجد دراصل ایک گرجا تھا۔ قسطنطنیہ کی فتح کے بعد اسکو مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔ قبر پر عربی زبان میں ایک کتبہ لگا ہوا ہے۔ یہ واقعی حضرت ابوسعید خُدریؓ کی قبر ہے یا صرف علامتی قبر اور کتبہ ہے جو دعا کی غرض سے تعمیر کیا گیا۔ اس سوال کا جواب دینا مشکل ہے۔ واللہ اعلم

☆...... قاراقوئی میں نجاتی بک سڑک کی طرف جانے والے راستہ پر ذرا آگے "بحیرہ اسود" (Black Sea) کی طرف دو قبریں ہیں جن کے بارہ میں یہ خیال ہے کہ یہ حضرت عمرو ابن العاصؓ اور حضرت وھب بن حشیرہؓ کی قبریں ہیں۔ اس سے ذرا آگے ایک اور قبر ہے جس کے بارہ میں یہ خیال ہے کہ یہ حضرت سفیان بن عیینہ کی قبر ہے۔ وہاں پر جو مسجد ہے اس کا نام "یر آلتی جامع" ہے۔ یہ جامع مسجد بازنطینیوں کے زمانہ میں مخزن (سٹور) کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ اموی جرنیل مسلمہ نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تو مسلمانوں نے اس مخزن (سٹور) کو مسجد میں بدل دیا۔ سلطان محمود اول کے زمانہ میں ۱۷۵۲ء میں اس مسجد کو باقاعدہ تعمیر کیا گیا اور مینارے بھی تعمیر کئے گئے۔ بتایا جاتا ہے کہ سلطان محمود اول کے زمانہ میں شیخ مراد افندیؒ نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے اولیاء اللہ "اوسکو دار" (Uskudar) کی طرف سے "غالاطہ" (Galata) کی طرف جا رہے ہیں۔ پوچھنے پر ان اولیاء اللہ نے بتایا کہ "قور شنلی مخزن" نامی جگہ پر بہت سے بزرگ مدفون ہیں اور اولیاء اللہ ان کی زیارت کی خاطر جا رہے ہیں۔ سلطان محمود اول کے صدر اعظم (وزیر اعظم) کی ہدایت پر اس جگہ کی صفائی کی گئی تو وہاں بہت سی قبریں دریافت ہوئیں۔ لیکن یہ قبریں آیا واقعی ان اصحاب کی ہیں یا نہیں اس بارہ میں یقین سے کچھ کہنا محال ہے۔ حضرت عمرو ابن العاصؓ تو یقینی طور پر مصر میں مدفون ہیں۔ ظاہر ہے کہ استنبول میں آپؓ کے نام کا کتبہ بھی دعا کی غرض سے لگایا گیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ سفیان بن عیینہ کے بارہ میں انسائکلوپیڈیا آف اسلام (ترکی) میں نیز شمس الدین سامی کی قاموس الاعلام میں یہ بتایا گیا ہے کہ "سفیان بن عیینہ" تابعین میں سے تھے۔ آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، حدیث کے امام تھے۔ مکہ میں وفات پائی۔ غالب گمان یہی ہے کہ استنبول کی قبریں صرف علامتی ہیں اور دعا کی غرض سے تیار کی گئی ہیں۔

☆......سلطان احمد کے علاقہ میں توپ قاپی کی طرف جانے والی سڑک نیز سابق سلطان احمد جیل کی طرف جانے والی سڑک کے چوراہے پر "عبدالرحمٰن شامی" نام کے ایک بزرگ کی قبر ہے۔ ان کے مزار پر جو کتبہ ہے اس میں مذکور ہے کہ آپؓ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے علم بردار تھے اور اصحاب میں سے تھے۔ "عبدالرحمٰن ابن قورت" نامی ایک صحابی کا ذکر "تہذیب" نامی کتاب میں نیز "تجرید صریح" میں یہ مذکور ہے کہ آپؓ اصحاب صفہ میں سے تھے اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد شام میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں "حمص" میں "والی" یعنی گورنر تھے۔

☆......توجہ مصطفیٰ پاشا کے علاقہ میں سنبل سنان جامع مسجد کے صحن میں حضرت امام حسینؓ کی دو بیٹیوں حضرت فاطمہ اور حضرت سکینہ کی قبریں ہیں۔ ان کے بارہ میں کئی کہانیاں مشہور ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ بازنطینی عیسائیوں کے ساتھ جنگ میں قید ہو گئی تھیں۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یزید بن معاویہ نے از خود انہیں قیصر روم کی خدمت میں بھیجا تھا۔ عاجز کے نزدیک یہ ساری حکایات بے بنیاد ہیں۔ البتہ اتنی بات بعید از قیاس نہیں کہ یہ دونوں قبریں علامتی ہوں اور دعا کی غرض سے تعمیر کی گئی ہوں۔ عاجز نے توجہ مصطفیٰ پاشا میں کچھ عرصہ ایک ایسے مکان میں رہائش رکھی جو سنبل سنان جامع مسجد سے قریب ہی تھا۔ ان قبروں پر کتبہ بھی لگا ہوا ہے اور چاروں طرف عثمانی (قدیم ترکی) زبان میں نظم لکھی ہوئی ہے۔ یساری مصطفیٰ عزت آفندی نامی ترک خطاط نے خط نستعلیق میں سنہری حرفوں میں یہ نظم تحریر کی ہوئی ہے۔ سلطان محمود دوئم نے ایک رؤیا کی بناء پر ان قبروں کو از سر نو تعمیر کروایا تھا۔

حرف آخر

عاجز نے یہ مضمون "محمد خواجہ اوغلو" کی کتاب "استنبول میں اصحاب کی قبریں، محاصرے نیز قابل زیارت مقامات" کی مدد سے تحریر کیا ہے۔ ان قبروں میں سے بہت سی ایسی ہیں جن کو دیکھنے کا خاکسار کو اتفاق ہوا اور دعا کرنے کا موقع ملا۔

اگر غور کیا جائے تو جو بات یقینی نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے (عربوں نے بھی اور ترکوں نے بھی) آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی سے متأثر ہو کر قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) پر متعدد حملے کئے۔ پہلا محاصرہ ۳۲ھ میں کیا گیا۔ مسلمان فوجی، حضرت ابوایوب انصاریؓ کو باوجود ان کی پیرانہ سالی کے متبرک وجود کے طور پر اپنے ساتھ لے آئے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض دیگر صحابہ رسول بالخصوص صغار صحابہ بھی اس محاصرہ میں یا بعد کے محاصروں میں شامل ہوئے ہوں۔ اور ان میں سے بعض کی وفات بھی وہیں محاصرہ کے دنوں میں ہو گئی ہو۔ لیکن چونکہ یہ سارا علاقہ رومیوں یا بازنطینی عیسائیوں کے قبضہ میں تھا لہذا ظاہر ہے کہ مسلمان، اپنے بزرگوں یا شہداء کی قبروں کی حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔ پہلا محاصرہ ۳۲ھ میں یا ۶۵۲ء میں ہوا اور استنبول کی فتح ۱۴۵۳ء میں ہوئی۔ گویا آٹھ سو سال تک یہ علاقہ عیسائیوں کے قبضہ میں رہا۔ اتنے لمبے عرصہ تک شہداء یا دیگر بزرگوں کی قبروں کا قائم رہنا بظاہر ممکن نظر نہیں آتا۔ یہ تو ترک سلاطین کی محبت رسولؐ ہے جس کی بناء پر انہوں نے کوشش کی کہ قدیم قبروں کا علم ہو جائے۔ اگر اس میں ان کو غلطی بھی لگ گئی ہو تو بھی ان کا جذبہ قابل قدر ہے۔

بعض ترکوں کا خیال ہے کہ آنحضورؐ نے جس فتح کی پیشگوئی فرمائی تھی وہ معنوی طور پر ابھی ہونے والی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ عظیم روحانی فتح انشاء اللہ العزیز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کے ہاتھوں، خلیفہ وقت کی سرکردگی میں ہوگی۔ خدا تعالیٰ وہ دن جلد لائے۔ اللھم آمین۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

بقیہ: رپورٹ جلسہ یوم خلافت کینیڈا

سے ہجرت سے متعلق بعض ایمان افروز واقعات پیش کئے۔ اور بتایا کہ حضور انور تائیدات الٰہیہ اور منشائے خداوندی کے تحت بڑے وقار اور نہایت اطمینان اور خدا تعالیٰ پر کامل توکل کے ساتھ پاکستان سے روانہ ہوئے تھے اور اس موقع پر قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت کے ایمان افروز نشانات دکھائی دیتے تھے۔ اس جلسہ کے دوران خلافت سے متعلق نظمیں بھی پڑھی گئیں۔ اسی روز مسجد بیت الاسلام کے زیریں حصہ میں نوجوان لجنہ نے ایک خصوصی اجلاس منعقد کیا جس کی صدارت محترمہ امۃ الرفیق طاہرہ صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ ٹورانٹو نے کی۔ اس اجلاس میں ٹورانٹو اور گردونواح کی بستیوں کی ممبرات نے شرکت کی۔ جن میں ۱۷۸ لجنات اور ۸۸ ناصرات نے شرکت کی اس طرح اس اجلاس کی حاضری ۲۶۶ تھی۔

اس جلسہ کا آغاز بھی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ خلافت کا تصور اور اس کی اہمیت اور اس کا مقام، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت کے عظیم الشان کارہائے نمایاں، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت کے عظیم الشان منصوبوں، اور برکات خلافت کے موضوعات پر بہت پر مغز تقاریر ہوئیں۔ تقاریر کے دوران نظمیں بھی پڑھی گئیں۔

محترمہ امۃ الرفیق طاہر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے صدارتی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری نوجوان لجنہ نے خلافت کے موضوع پر نہایت عمدہ تقاریر کی ہیں اور بہت اچھا علمی مواد پیش کیا۔ محترمہ صدر صاحبہ کے خطاب کے بعد مسجد کے بالائی حصہ سے محترم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج کینیڈا کی تقریر عورتوں نے بھی سنی جس میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی پاکستان سے ہجرت کے بعض ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی اور بخیر و خوبی جلسہ یوم خلافت اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ مرسلہ: جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کینیڈا)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

تشحیذ الاذہان کا کہانی نمبر

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ کا جنوری ۹۸ء کا شمارہ کہانی نمبر کے طور پر شائع ہوا ہے جس میں ہر پہلو سے بچوں کے لئے ایسی کہانیاں جمع کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے جو سبق آموز اور مفید ہوں۔ آنحضور ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر خلفائے کرام کے بیان فرمودہ دلچسپ واقعات بھی اسکی زینت ہیں اور دنیا کے مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والی کئی ایک معلوماتی کہانیاں بھی خصوصی اشاعت میں شامل اشاعت ہیں جن میں سے بعض کا ذکر درج ذیل ہے۔

احمدی بچوں کی پہلی انجمن

محترم مولوی دوست محمد شاہد صاحب اپنے مختصر مضمون میں بیان کرتے ہیں کہ ۱۸۹۷ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر قادیان میں "انجمن ہمدردان اسلام" کی بنیاد رکھی گئی جو احمدی بچوں کی پہلی انجمن تھی جسکے مربی حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ تھے۔ انجمن کے ممبران کی تعداد چھ سات تھی اور اس کے اجلاس کچے مہمان خانہ میں ہوا کرتے تھے۔ ۱۹۰۰ء میں یہی انجمن "تشحیذ الاذہان" کے نام سے ترقی کر گئی۔ یہ نام حضرت مسیح موعودؑ نے تجویز فرمایا جس کا مطلب تھا "ذہنوں کو تیز کرنا"۔ بعد ازاں اس انجمن نے جو رسالہ جاری کیا اس کا نام بھی "تشحیذ الاذہان" ہی رکھا۔

نئی دنیا کی تلاش

قریباً ۱۴۵۰ء میں اٹلی کی بندرگاہ 'جنوا' کے رہنے والے ایک جولاہے کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام کولون رکھا گیا۔ کولون گھریلو حالات بہتر نہ ہونے کی وجہ سے اپنی تعلیم سکول میں جاری نہ رکھ سکا لیکن اپنے باپ کا ہاتھ بٹانے کے ساتھ ساتھ گھر پر ہی (خصوصاً جہاز رانی کے متعلق کتب) پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ بندرگاہ پر رہنے کی وجہ سے اس کی ملاقات دنیا کے دوسرے علاقوں سے آئے ہوئے مسافروں سے ہوتی جن سے وہ اُن کے علاقوں کے رسوم و رواج کے بارے میں معلومات حاصل کرتا۔ چودہ برس کی عمر میں ایک جہاز میں ملازم ہو گیا۔ ۱۹ برس کی عمر میں اس نے پرتگال کو اپنا وطن بنالیا اور وہیں شادی کرلی۔ ۱۴۹۲ء تک اُس نے کئی چھوٹے چھوٹے سمندری سفر کئے۔

ہندوستان کی دولت کی کہانیاں سُن کر کولون کے دل میں بھی ہندوستان جانے کا خیال آیا لیکن اتنے بڑے سفر کے لئے جس رقم کی ضرورت تھی وہ اسے پرتگال کے بادشاہ سے بھی مہیا نہ ہوسکی۔ اگرچہ بادشاہ نے اس سے وعدہ کیا تھا لیکن چند ماہ بعد کولون نے جب یہ خبر سنی کہ بادشاہ نے خود ایک سمندری مہم ہندوستان کا راستہ تلاش کرنے کے لئے بھیجی تھی جو ناکام واپس آئی ہے تو اُس کا دل ٹوٹ گیا اور اُس نے سپین کے بادشاہ کے پاس جاکر اپنی تجویز پیش کی۔ بادشاہ نے ایک کمیٹی بنادی جس نے اس تجویز کو ناقابل عمل قرار دیا۔ تب کولون نے اپنے بھائی کو برطانیہ اور فرانس کے بادشاہوں کے پاس بھی بھیجا لیکن کوئی بھی مدد کے لئے آمادہ نہ ہوا۔

ایک روز کولون مایوسی کی حالت میں ایک راہب سے ملا۔ یہ راہب ملکہ سپین کے خاص لوگوں میں تھا چنانچہ اسی راہب کے ذریعے کولون کو بادشاہ کے دربار تک رسائی حاصل ہوئی اور بادشاہ اسے مالی مدد دینے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ کولون کی قیادت میں ۹۰ آدمیوں کا قافلہ ۳/اگست ۱۴۹۲ء کو تین جہازوں کے ذریعے ہندوستان کا راستہ تلاش کرنے کے لئے روانہ ہوا۔......

آخر ایک طویل اور دشوار گزار سفر کے بعد اسے خشکی دکھائی دی۔ وہ سپین کا جھنڈا تھامے ساحل پر اترا لیکن یہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ یہ ہندوستان نہیں ہے بلکہ امریکہ کا ایک جزیرہ ہے۔ اس جگہ کا نام "سان دیاگو" رکھا گیا۔ کولون پانچ ہفتے وہاں قیام کرنے کے بعد واپس سپین آگیا۔ بادشاہ نے اس نئی دریافت پر اعزاز کے طور پر وہاں کا پہلا گورنر بھی کولون کو مقرر کیا لیکن وہ ایک اچھا حکمران ثابت نہ ہوا چنانچہ جلد ہی واپس بلا لیا گیا۔ یہی شخص آج بھی کرسٹوفر کولمبس کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے۔

عشق و وفا کی داستان

حضرت عبدالرحمٰن صاحبؓ اور حضرت سید عبداللطیفؓ شہید کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں ہی افغانستان کی سرزمین پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ لیکن احمدیوں پر ظلم اس کے بعد بھی ختم نہیں ہوئے اور کئی احمدیوں کو اسی جرم میں شہید کردیا گیا۔ ان میں ایک حضرت داؤد جان صاحب بھی تھے جن کی ایمان افروز داستان ان کے صاحبزادے محترم ابراہیم جان صاحب کی زبانی "تشحیذ الاذہان" کے خصوصی نمبر کی زینت ہے جسے مکرم طارق محمود ناصر صاحب نے قلمبند کیا ہے۔

مکرم ابراہیم صاحب کی بھی کمر کی ہڈیاں توڑ دی گئیں اور ان کی معذوری اس سچی کہانی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارا تعلق افغانستان کے ضلع "اریوب" کے گاؤں شمہ سے اور قبیلہ ہاشم خیل قوم زازی سے ہے۔ خاندانی پیشہ زمینداری تھا لیکن میرے والد حضرت داؤد جان صاحب گورنمنٹ ملازم تھے۔ گاؤں کے قلعہ نما گھر میں چالیس کمرے تھے اور روپے پیسے کی ریل پیل تھی۔ ہمارے گھر کے سامنے ہمارے والد کے چچا خان جان کا گھر تھا جو میرے والد کے سسر اور قبیلہ کے سردار تھے۔ اسی زمانہ میں میرے والد کا رابطہ چند احمدیوں سے ہو گیا جن کے ساتھ وہ قادیان آئے اور احمدیت قبول کرلی۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور قبیلہ والوں نے انہیں مرتد قرار دے کر شدید مخالفت شروع کردی۔ جب وہ دوسری بار ربوہ تشریف لائے تو خان جان نے حکومت کو رپورٹ کردی۔ اس پر پولیس نے اباجان کو گرفتار کرلیا اور ایک ہفتہ تک قاضی اور مولویوں کے ساتھ اباجان کے سوال جواب ہوتے رہے۔ فیصلہ قاضی نے اباجان کے حق میں دیا کہ وہ مسلمان ہیں لیکن خان جان نے اس فیصلہ کو قبول نہ کیا اور قریباً پانچ ہزار مولویوں کو لے کر جلوس نکالا کہ داؤد جان کو ہمارے سپرد کردو۔ اس پر حکومت نے ہم سب کو ملک بدر کرنے کا اعلان کردیا لیکن خان جان کے ساتھیوں نے جیل توڑ کر اباجان پر حملہ کردیا اور خنجروں سے زخمی کرکے بندوق کا فائر بھی کیا۔ شدید زخمی حالت میں انہیں احمدیت سے تائب ہونے کا کہا گیا اور ان کے انکار پر لوگوں نے پتھروں کی بارش کردی۔ شہید کرنے کے بعد ان بدبختوں نے نعش پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کی لیکن خداتعالیٰ کی قدرت کہ کوشش کے باوجود آگ نہ لگ سکی۔ لوگوں نے کہا کہ کتنا بڑا کافر ہے جسے آگ نے بھی نہ جلایا۔ ساتھ کے گاؤں والوں نے آکر لاش کو چارپائی پر ڈالا۔ میری والدہ نے لاش کو دیکھا تو بے ہوش ہو گئیں۔ قبرستان میں جگہ کھودی گئی تو خان جان نے کہا کہ اسے دفن نہیں کرنا بلکہ کتوں کو ڈالنا ہے۔ دوسری جگہ بھی اُس نے تدفین نہ ہونے دی تو تیسری جگہ دفن کیا گیا۔ اس کے بعد دشمنوں نے گھر پر حملہ کیا اور ہر چیز پر قبضہ کرکے مویشی وغیرہ بھی آپس میں بانٹ لئے۔...... ہم کابل میں اپنے سوتیلے چچا کے پاس دو سال رہے۔ تب میری والدہ اپنی بیٹی کو لے کر گاؤں گئیں کہ خان جان سے اپنے خاوند کی جائیداد واپس لیں۔ لیکن ایک ہمسایہ نے بتایا کہ خان جان نے تم پر ظلم ڈھانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ چنانچہ امی اپنی بیٹی کو لے کر وہاں سے نکل کھڑی ہوئیں اور دشمنوں کے تعاقب کی وجہ سے درختوں کے نیچے رات کو پناہ لی۔ پھر سخت سردی میں ننگے پاؤں بھوکے پیاسے جدران میں ایک احمدی کے پاس پہنچ گئیں جنہوں نے انہیں پاراچنار کے احمدیوں کے پاس پہنچادیا جہاں سے وہ کچھ عرصہ بعد ربوہ آگئیں۔ لیکن ہم تینوں بھائی افغانستان میں دشمنوں کے نرغہ میں آگئے۔ ان کے ظلم سے میری کمر کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں جو بغیر علاج کے خود ہی جڑ گئیں۔ ایک بھائی تین سال اور دو آٹھ سال بعد ربوہ پہنچ گئے جو ایک علیحدہ اذیت ناک کہانی ہے۔...... ربوہ میں آج ہمارا اپنا گھر ہے۔ ہم خدا کی حمد و ثنا کرتے ہیں اور احمدیت کے سچے ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

بقیہ خلاصہ خطبہ از صفحہ اول

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعض احادیث پیش فرمائیں اور صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ رسولؐ کی مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات سنائے اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے اور ان کی ضروری تشریح اور وضاحت بیان فرمائی جن میں حضور علیہ السلام نے مالی قربانی سے متعلق جماعت سے اپنی بلند توقعات کا اظہار فرمایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو صحابہ جیسی قربانیاں پیش کرکے ان سے مل چکی ہے۔ پس اے جماعت احمدیہ تمہیں مبارک ہو اور بے انتہا مبارک ہو کہ تمہارا ذکر قرآن میں موجود ہے، تمہارا ذکر محمد رسول اللہ کی زبان پر جاری ہو چکا ہے۔ تم وہ ہو جن کو مسیح موعودؑ نے بے انتہا قربانیاں اور دعائیں کرکے صحابہ سے ملادیا ہے۔ اس کا جتنا بھی شکر کرو کم ہے اور شکر کی ایک ہی صورت ہے کہ اس پیغام کے مشعل بردار بن جائیں اور ہر تاریکی کو روشنی میں بدل دیں۔ یہی میری دعا اور توقع آپ سے بھی ہے جو جماعت جرمنی سے تعلق رکھتے ہو اور ان سب سے بھی جو دنیا بھر میں جو یہ خطبہ سنیں گے۔ خدا نے ہمیں ایک ایسا اعزاز بخشا ہے جو درمیان میں تیرہ سو سال میں کسی اور کو نہیں بخشا۔ پس اپنے دلوں میں ایک لو لگالو کہ تم زندگی کے آخری سانس تک خدا کی راہ میں خدمت دین کے لئے جو کچھ بھی ہے خرچ کرتے رہوگے۔

محترم عبیداللہ علیم صاحب کی وفات

نامور احمدی شاعر محترم عبیداللہ علیم صاحب ۱۸/مئی ۱۹۹۸ء کو کراچی میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان کی عمر تقریباً ۵۹ سال تھی۔ موصوف دل کے عارضے میں مبتلا تھے۔ گزشتہ مجلس مشاورت پر مارچ میں ربوہ تشریف لائے تو ان پر دل کا شدید حملہ ہوا۔ کئی روز فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج رہے۔ بعد ازاں کراچی تشریف لے گئے۔ ابھی مزید علاج کا سلسلہ جاری تھا کہ دل کا ایک جان لیوا حملہ ہوا۔

محترم علیم صاحب بھوپال میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا تعلق سیالکوٹ کی بٹ برادری سے تھا۔ کراچی یونیورسٹی سے اردو ادب میں ایم۔اے کیا۔ پہلے ریڈیو پر اور پھر ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۸ء تک کراچی ٹی۔وی کے پروڈیوسر رہے اور احمدی ہونے کے جرم میں ملازمت سے نکالے گئے۔ آپ کا شمار اردو کے چوٹی کے شعراء میں ہوتا تھا۔ ۱۹۷۴ء میں آپ کے پہلے مجموعہ کلام "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" کو پاکستان کا سب سے بڑا ادبی انعام "آدم جی پرائز" دیا گیا۔ اس کے اب تک قریباً بیس ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کا دوسرا مجموعہ "ویران سرائے کا دیا" تھا جو ۱۹۸۶ء کے لگ بھگ منظر عام پر آیا۔

محترم علیم صاحب کا کلام جماعتی اخبارات و رسائل میں بھی شائع ہوتا رہا ہے اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر بھی آپ کے ساتھ متعدد ادبی نشستیں پیش کی جاتی رہی ہیں جن میں سے بعض میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی تشریف فرما ہو کر آپ کے کلام کو سراہا۔

محترم علیم صاحب کی نماز جنازہ احمدیہ قبرستان کراچی "باغ احمد" میں ادا کی گئی جس میں سات سو کے قریب افراد شامل ہوئے جن میں قریباً تین سو غیر از جماعت ادیب، شعراء، صحافی اور دانشور تھے۔ تدفین کے وقت بھی غیر از جماعت احباب کی بڑی تعداد موجود تھی۔ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ محترم علیم صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

MTV Muslim AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

05/06/98 - 11/06/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 5th June 1998
8 Safar

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 00.30 Children's Corner: Let's Learn Salat with Imam Sahib, No. 9
- 00.55 Liqa Ma'al Arab Session No. 242
- 02.00 Quiz Programme:'History of Ahmadiyyat' Part No. 43
- 02.40 Durre Sameen, Part 11
- 03.15 Urdu Class - Lesson 215 (R) Rec. 20/10/96
- 03.45 MTA Variety, Huzur's address to Lajna, Belgium Rec: 02.05.98
- 04.25 Learning Dutch Lesson No. 15, Part 2
- 04.50 Homoeopathy Class - No.132 (R)
- 06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 06.40 Children's Corner : Let's Learn Salat, Lesson No. 9
- 07.05 Pushto Item: 'Ahmadiyyat ka Paigham', Pt 2
- 08.00 From the Archives: Tabarrukaat J/S Rabwah, 1968
- 09.00 Liqa Ma'al Arab (R) Session No. 242
- 10.05 Urdu Class - Lesson No. 215 (R)
- 10.35 MTA Variety, Huzur's address to Lajna, Belgium Rec: 02.05.98
- 11.15 Computers for Everyone, Part 62
- 12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 12.45 Nazms
- 13.00 Friday Sermon by Huzoor. Live from Fazl Mosque, London
- 14.05 Bengali Service. A lecture Competition by Lajna, A brief introduction to Ahmadiyyat.
- 14.35 Rencontre Avec Les Francophones Rec. 01/06/98
- 15.40 Liqa Ma'al Arab(New) Rec. 02.06.98
- 16.50 Friday Sermon by Huzoor (R)
- 18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
- 18.25 Urdu Class (New) Rec. 03/06/98
- 19.35 German Service
- 20.40 Children's Corner with Huzoor Class No. 86, Part 1
- 21.10 Medical Matters: 'Exercise'
- 21.40 Friday Sermon (R)
- 22.55 Rencontre Avec Les Francophones Rec. 01/06/98

Saturday 6th June 1998
9 Safar

- 00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 00.30 Children's Class with Huzoor Class No. 86, Part 1 Rec.22/03/96
- 01.00 Liqa Ma'al Arab, Rec. 02/06/98
- 02.10 Friday Sermon (R)
- 03.20 Urdu Class (New) Rec. 03/06/98
- 04.25 Computers For Everyone, Pt 62
- 05.00 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor. Rec. 01/06/98
- 06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 06.45 Children's Corner: with Huzoor Class 86, Part 1 Rec. 22/03/96
- 07.20 Saraiky Programme Friday Sermon of 24/10/97 by Huzoor. With Saraiky Translation.
- 08.20 Medical Matters: 'Exercise'
- 09.15 Liqa Ma'al Arab Rec. 04/06/98
- 10.20 Urdu Class (New) Rec.03/06/98
- 11.25 Documentary: Photography, Pt 3
- 12.00 Tilawat, News
- 12.35 Learning Swedish - Lesson 19
- 12.55 Indonesian Hour:
- 13.55 Bengali Programme: The death of Jesus (AS) and the revival of Islam. Ten conditions of Bait,....
- 14.55 Children's Mulaqat with Huzoor Rec 06/06/98
- 16.00 Liqa Ma'al Arab (New) Rec. 03/06/98
- 17.25 Arabic Items
- 18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
- 18.25 Urdu Class (New) Rec. 05/06/98
- 19.30 German Service
- 20.30 Aap Ka Khat Mila
- 21.05 Q/A Session with Huzoor and Dutch friends. Rec. 02/05/98
- 22.35 Children's Class with Huzoor Rec. 06/06/98 (R)
- 23.40 Learning Swedish, No. 19

Sunday 7th June 1998
10 Safar

- 00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
- 00.50 Children's Corner: Waqfeen E Nau Programme.
- 01.20 Liqa Ma'al Arab Rec. 03/06/98
- 02.30 Canadian Horizons
- 03.00 Urdu Class (New) Rec. 05/06/98
- 04.05 Learning Swedish - Lesson 19
- 04.30 M.T.A. Variety. Speech
- 04.50 Children's Class with Huzoor Rec. 06/06/98 (R)
- 06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News.
- 06.35 Friday Sermon by Huzoor Rec. 05/06/98 (R)
- 07.40 Q/A Session with Huzoor and Dutch friends. Rec. 02/05/98
- 09.15 Liqa Ma'al Arab. Rec. 03/06/98
- 10.25 Urdu Class (New) Rec. 05/06/98
- 11.30 Aap Ka Khat Mila
- 12.05 Tilawat, News
- 12.40 Learning Chinese, Lesson No. 83
- 13.10 Indonesian Hour: F/S 15/08/97
- 14.10 Bengali Service: Memories of dish installation course, Tarbiyyatti lessons, More........
- 15.10 English Mulaqat with Huzoor Rec. 07/06/98
- 16.15 Liqa Ma'al Arab, Rec. 04/06/98
- 17.20 Albanian Programmes: Q/A with Huzoor,Germany. Rec. 16/08/97
- 18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
- 18.30 Urdu Class, Rec. 06/06/98
- 19.35 German Service
- 20.35 Children's Corner: Children's Workshop No.2
- 21.00 Dars-Ul-Quran. No.19 (1997) With Huzoor. Rec. 01/02/97
- 22.20 MTA Variety, Speech
- 22.55 Learning Chinese, Lesson No. 83
- 23.30 W.H.O. Documentary

Monday 8th June 1998
11 Safar

- 00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 00.50 Children's Corner: Children's Workshop, No. 2
- 01.10 Liqa Ma'al Arab Rec. 04/06/98
- 02.15 M.T.A U.S.A: Speech to mark Masih Maud Day
- 03.00 Urdu Class(New), Rec. 06/06/98
- 04.20 Learning Chinese, Lesson No.83
- 04.55 English Mulaqat with Huzoor Rec. 07/06/98
- 06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 06.50 Children's Corner: Workshop, No. 2
- 07.10 Dars-ul-Quran (No. 19) 1997 By Huzoor. Rec. 01/02/97
- 08.40 MTA Variety: Speech.
- 09.15 Liqa Ma'al Arab, Rec. 04/06/98
- 10.20 Urdu Class (New) Rec. 06/06/98
- 11.30 Sports: Volleyball Final, 1997
- 12.05 Tilawat, News
- 12.35 Learning Norwegian - Lesson 59
- 13.00 Indonesian Hour
- 14.05 Bengali Programme: A brief discussion on Ahmadiyyat.......
- 15.05 Homoeopathy Class - Lesson 133
- 16.10 Liqa Ma'al Arab: No. 243
- 17.10 Turkish Programme:
- 18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
- 18.20 Urdu Class: No.216 Rec 25/10/96
- 18.45 Children's Class: from Belgium Rec. 02/05/98
- 19.40 German Service
- 20.40 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 86, Part 2
- 21.10 Rohani Khazaine:
- 21.40 MTA Variety: A talk about Sayyedah Sabeha Begum
- 22.10 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 133 (R)
- 23.20 Learning Norwegian, No. 59

Tuesday 9th June 1998
12 Safar

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 00.50 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 86 part 2 (R)
- 01.20 Liqa Ma'al Arab Session No. 243 Rec. 01/01/97
- 02.20 Sports: Volleyball Final, 1997.
- 02.50 Urdu Class: (R) No.216 Rec. 25/10/96
- 03.15 Children's Class from Belgium Rec. 02/05/98
- 04.10 Learning Norwegian - No. 59
- 04.40 A Short Documentary
- 04.55 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson No. 133 (R)
- 06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 06.50 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 86, Part 1
- 07.20 Pushto Programme - Friday Sermon of Huzoor, Rec. 08/11/96
- 08.15 Roohani Khazaine: Part 3
- 08.50 Liqa Ma'al Arab - No. 243 Rec. 01/01/97 (R)
- 09.55 Urdu Class - (R) Lesson No. 216
- 10.20 Children's Class from Belgium Rec. 02/05/98
- 11.15 Medical Matters
- 12.05 Tilawat, News
- 12.35 Learning French, Lesson No. 6
- 13.05 Indonesian Hour: Friday Sermon of 22/08/97 by Huzoor
- 14.05 Bengali Service: Lecture Competition, Tarbiyatti Class,....
- 15.05 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (New) Rec. 09/06/98
- 16.10 Liqa Ma'al Arab (R) - No. 244 Rec. 06/01/97
- 17.15 Norwegian Programme: Contemporary Issues Book No14
- 18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
- 18.20 Urdu Class - Lesson No. 217
- 18.50 MTA Variety: Children's Mushaira, from Rabwah
- 19.25 German Service
- 20.25 Children's Corner : With Imam Sahib, Let's Learn Salat No. 10
- 20.50 M.T.A. Variety: Speech by Hafiz Muzaffar Sahib
- 21.35 Around The Globe - Hamari Kaenat No. 127
- 22.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor.(New) Rec. 09/06/98
- 23.10 Hikayaat E Shereen
- 23.20 Learning French Lesson No. 6

Wednesday 10th June 1998
13 Safar

- 00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
- 00.50 Children's Corner : Let's Learn Salat, Lesson No. 10
- 01.15 Liqa Ma'al Arab, No.244 Rec. 06/01/97
- 02.20 Medical Matters (R) Topic: 'Headaches'
- 03.00 Urdu Class No. 217 (R)
- 03.30 MTA Variety: Children's Mushaira, from Rabwah (R)
- 04.05 Learning French Lesson No. 6
- 04.40 Hikayat - E - Shereen.
- 04.50 Tarjumatul Quran Class (New) Rec. 09/06/98
- 06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
- 06.50 Children's Corner: Let's Learn Salat No. 10
- 07.15 Swahili Programme: Guests: Maulana Bashir Akhtar Sahib and Jamil Rehman Sahib, Part 3
- 08.05 Around The Globe -Hamari Kaenat No. 127
- 08.30 M.T.A Variety: Speech by Hafiz Muzaffar Sahib
- 09.20 Liqa Ma'al Arab, No.244 Rec. 06/01/97 (R)
- 10.20 Urdu Class, No. 217 (R)
- 10.55 Speech by Zaffar A. Zaffar Sb Title: 'Taaluq Billah'
- 11.30 Roshni Ka Safar
- 12.05 Tilawat, News
- 12.30 Turkish Programme: Learning Turkish, Lesson No. 2
- 13.15 Indonesian Hour:
- 14.15 Bengali Programme - Friday Sermon of 05/12/97 by Huzoor.
- 15.15 Tarjumatul Quran Class with Huzoor. (New) Rec. 10/06/98
- 16.25 Liqa Ma'al Arab, No.245 Rec. 07/01/97
- 17.25 French Programme: Children's Class from Belgium, Part 1
- 18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
- 18.35 Urdu Class, Lesson No.218
- 19.00 Speech: Imam Rashed Sb, 1997
- 19.40 German Service:
- 20.40 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor, No. 87, part 1
- 21.15 Al-Maidah
- 21.30 MTA Lifestyle: Perahan
- 22.05 Tarjumatul Quran class with Huzoor (New) Rec. 10/06/98
- 23.25 Arabic Programme: Summary of a Homeopathy Class

Thursday 11th June 1998
14 Safar

- 00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 00.40 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor. (R) No. 87 Part 1
- 01.10 Liqa Ma'al Arab, No.245
- 02.15 Canadian Desk: Tech Talk, No. 5
- 02.50 Urdu Class, No. 218
- 03.10 MTA Variety: Interview with Mr Akram Ahmadi Sahib.
- 03.40 Learning Turkish, Lesson No. 2
- 04.30 Roshni Ka Safar
- 05.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (New) Rec. 10/06/98
- 06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 06.40 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R) No. 87, part 1.
- 07.10 Sindhi Programme Friday Sermon of 05/03/96 by Huzoor
- 08.15 Al-Maidah
- 08.35 MTA Lifestyle: Perahan
- 09.10 Liqa Ma'al Arab, No.245
- 10.10 Urdu Class, No. 218
- 10.30 Quiz - History of Ahmadiyyat No. 44
- 11.20 Durre Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
- 12.05 Tilawat, News
- 12.30 Learning Dutch Lesson No. 16 Part 1
- 13.00 Indonesian Hour
- 14.00 Bengali Service: Refuting a few of the allegations against the Ahmadiyya Jamat, More.......
- 15.00 Homoeopathy Class with Huzoor Class No. 134, Rec. 25/12/95
- 16.05 Liqa Ma'al Arab, No. 246
- 17.10 Bosnian Programme: Q/A Session with Huzoor, Germany Rec. 16.08.97
- 18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
- 18.30 Urdu Class, No.219 Rec.01/11/96
- 19.30 German Service:
- 20.35 Children's Corner: Let's Learn Salat, No. 11
- 21.00 From The Archives: A speech by Maulana Abul Ata Sahib.
- 22.20 Homoeopathy Class with Huzoor Class No. 134, Rec. 25/12/95
- 23.30 Learning Dutch, No. 16, Part 1

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:

English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095
Vol. 5 Friday, June 5, 1998 No. 23

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

عرش کے فاصلہ اور اس کے قطر کی دریافت؟

ایک پاکستانی انجینئر کی عجیب و غریب "سائنسی تحقیق"

عصر حاضر کے امام الزمان و مہدی دوران سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے تجدیدی کارناموں میں سے یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آپ نے یہ واضح فرمایا کہ :

"عرش کوئی ایسی چیز نہیں جس کو مخلوق کہہ سکیں وہ تو تقدس اور تنزہ کا ایک وراء الوراء مقام ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ جیسے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا ویسے ہی خدا بھی عرش پر جلوہ گر ہے جس سے لازم آتا ہے کہ محدود ہے۔ لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر تک نہیں کہ عرش ایک تخت کی طرح ہے جس پر خدا بیٹھا ہے کیونکہ نعوذ باللہ اگر عرش سے مراد ایک تخت لیا جاوے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے تو پھر ان آیات کا کیا ترجمہ کیا جاوے گا جہاں لکھا ہے کہ خدا ہر ایک چیز پر محیط ہے"۔

(تفسیر سورۃ مائدہ تا سورۃ توبہ صفحہ ۱۷۷)

مگر ایک پاکستانی انجینئر حاجی غلام حسن صاحب کی مادیت پرستی کی داد دینا چاہئے کہ اپنے ذہنی فارمولا کو "سائنسی تحقیق" کے سانچے میں ڈھال کر خالق ارض و سما کے عرش کا زمینی فاصلہ بلکہ اس کے قطر کی وسعت بھی دریافت کرلی ہے۔ فرماتے ہیں :

"عرش کا زمین سے فاصلہ

اس سلسلہ میں سورہ حج (The Pilgrimage) کی آیت ۴۷ ملاحظہ فرمائیں۔

"اور (یہ لوگ) تم سے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں اور خدا اپنا وعدہ ہر گز خلاف نہیں کرے گا۔ اور بے شک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک روز تمہارے حساب کی رو سے ہزار برس کے برابر ہے"۔

اوپر کی آیت سے واضح ہے کہ زمینی وقت کا محور عرش یعنی مرکز نور ہے۔ زمین چونکہ سورج کے ساتھ منسلک ہے اس لئے سورج کی گردش کا محور بھی عرش ہی ہے۔ نیز اس آیت سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک روز کی مقدار ہماری دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ وہ عرش پر قائم ہے، اس سلسلہ میں ایک آیت ملاحظہ ہو جو کہ سورۃ یونس کی آیت ۳ ہے :

"تمہارا پروردگار تو خدا ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے، پھر عرش (تخت شاہی) پر قائم ہوا۔ وہی ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے۔ کوئی (اس کے پاس) اس کا اذن حاصل کئے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتا۔ یہی خدا تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو، بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے"۔

سورۃ حج (The Pilgrimage) کی آیت ۴۷ سے یہ بھی وضاحت ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر اللہ تعالیٰ کا ایک روز ہماری دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہمارے ۳۶۵۰۰۰ دن اللہ کے نزدیک ایک روز یا ۲۴ گھنٹے بنتے ہیں۔ جب Angular وقت اور فاصلہ کی تکون (Triangular) شکل بنائی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ عرش کے کنارے یا حد پر ایک روز کا وقت ہے اور زمین پر ۳۶۵۰۰۰ دن کا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عرش کے مرکز پر وقت صفر یعنی زیرو (Zero) ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب زمین کے وقت اور عرش کے وقت کا واضح فرق بیان فرمادیا ہے تو یہ ہمارے نزدیک ایک پیمانہ (Measure) کا کام کرتا ہے۔

اب دوسرا پیمانہ فاصلہ ناپنے کا روشنی کی رفتار کا ہے جو کہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار (186000) میل فی سیکنڈ ہے۔ یہ پیمانہ کائنات میں دوری کے فاصلہ ناپنے میں کام دیتا ہے مگر کائنات بڑی وسیع ہے لہٰذا اس پیمانہ کو مزید بڑھا کر جتنے سیکنڈ بنتے ہیں ان کو روشنی کی رفتار فی سیکنڈ یعنی 186000 میل سے ضرب دے کر ایک نوری سال (One Light Year) کا پیمانہ بنالیا جاتا ہے۔ اب عرش کا فاصلہ ناپنے کے لئے ہمیں ایک اور پیمانہ (Measure) کی ضرورت ہے۔ وہ سورج سے زمین تک روشنی پہنچنے کا وقت ہے۔ یہ پیمانہ ہم سورج سے زمین تک کے فاصلہ کو روشنی کی رفتار پر تقسیم کر کے اخذ کر سکتے ہیں۔ ایک نوری سال میں تقریباً ۶۰ کھرب میل ہوتے ہیں...... یا ۵۹ کھرب میل تقریباً...... زمین سے سورج کا اوسط فاصلہ نو کروڑ تیس لاکھ میل (930000000) ہے۔

عرش کی وسعت (قطر)

وقت اور فاصلہ کی تکونی شکل سے اب ہمیں عرش کی وسعت یعنی قطر معلوم کرنے کا عندیہ بھی ملتا ہے جو کہ آسانی سے نسبت کے حساب سے ہے۔ ہم عرش کی وسعت معلوم کر سکتے ہیں۔ عرش کے کنارے یا حد سے جہاں وقت ایک روز (۲۴ گھنٹے) ہے عرش کے مرکز تک جہاں وقت صفر ہے یعنی Zero ہے یہ نصف قطر فاصلہ اعشاریہ صفر صفر دو سات (0.0027) نوری سال بنتا ہے۔ قطر بنانے کے لئے اس کو دوگنا کر دیا جائے تو کل قطر اعشاریہ صفر صفر پانچ چار (0.0054) نوری سال (Light Years) بنتا ہے۔ اگر اس کو میلوں میں تبدیل کیا جائے تو قطر یعنی عرش کی وسعت ۳۲ ارب میل کے قریب بنتی ہے۔ عبارت حساب شمار یعنی Calculation ملاحظہ ہو :

$$\frac{365000 \times 1000}{364999} = 1000.0027 \text{ Light Years}$$

اس فاصلہ میں سے پہلا فاصلہ یعنی زمین سے عرش کے کنارے تک ایک ہزار نوری سال نکال دیں تو بقایا نصف قطر فاصلہ 0.0027 نوری سال رہ جاتا ہے یعنی (1000.0027-1000=.0027)۔ اس کو دوگنا کریں تو قطر 0.0054 نوری سال بن جاتا ہے۔ اب میل بنانے کے واسطے اس فاصلہ کو ایک نوری سال سے ضرب دیں تو حساب یہ بنتا ہے :

186000x365x24x60x.0054=31674758400

میل۔ یعنی ۳۱ ارب ۶۷ کروڑ ۴۷ لاکھ ۵۸ ہزار چار سو میل (تقریباً ۳۲ ارب میل)"۔

(قرآن اور کائنات، مؤلفہ حاجی غلام حسن صاحب انجینئر۔ ناشر جنگ پبلشرز لاہور۔ ستمبر ۱۹۹۳ء بحوالہ 'بیدار ڈائجسٹ' لاہور، جولائی ۱۹۹۷ء صفحہ ۶ تا ۸)

عرش الٰہی سے متعلق نہایت لطیف اور پر حکمت مضامین پر مشتمل آیات قرآنی کی یہ خود ساختہ عجیب و غریب تعبیر و تشریح جس میں عرشِ الٰہی کو ایک مادی چیز تصور کیا گیا ہے قرآن مجید کی دیگر آیات کے صریح متصادم اور خدائے بزرگ و برتر کی عظیم صفات کے سراسر منافی ہے۔ لیکن پاکستان میں آج اسلام اور قرآن کے نام پر ہر قسم کی جہالت کو خوب کھل کھیلنے کی اجازت ہے۔ اور اگر کوئی پابندی ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے بیان فرمودہ ان حقائق و معارف قرآنی کی اشاعت پر جو در حقیقت دین اسلام کی فضیلت اور فرقان حمید کی حقیت کو نہایت قوی عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کرنے والے ہیں۔ (ادارہ)

ٹورانٹو، کینیڈا میں جلسہ یوم خلافت

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ۲۷ مئی قدرت ثانیہ کی تاسیس کا دن ہے جسے خلافت کا عظیم الشان دور کہا جاتا ہے۔ یہی وہ دن ہے جس کی یاد کو دنیا بھر کی تمام احمدیہ جماعتیں بڑی شان و شوکت سے مناتی ہیں اور خلافت کی برکات کا تذکرہ کرتی ہیں۔ اس نعمت عظمیٰ کا تذکرہ کرنے کے لئے ۳ مئی ۱۹۹۸ء بروز اتوار مسجد بیت الاسلام میں نماز ظہر کے بعد ٹورانٹو اور نواحی علاقے کی جماعتوں کا جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج کینیڈا نے کی۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا پھر رسالہ الوصیت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدرت ثانیہ کے ظہور کے متعلق ایک پر شوکت اقتباس پڑھ کر سنایا گیا۔

یوم خلافت کی پہلی تقریر کا عنوان تھا حضرت ابو بکر صدیقؓ کا دور خلافت۔ جس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شخصیت کے متنوع پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جب جلیل القدر صحابہ غم سے نڈھال تھے اور سخت بے یقینی کے عالم میں تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا تو یہی حلیم الطبع اور نرم خو شخص دشمنان اسلام کے سامنے چٹان کی طرح کھڑا ہو گیا اور پر آشوب حالات میں ثابت کر دیا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور مومنوں سے اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ ہے کہ وہ ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جلسہ کی دوسری تقریر کا عنوان تھا "خلافت رابعہ کے دور میں تائید الٰہی"۔ مقرر نے اس عہد خلافت کی عظیم الشان الٰہی تائیدات کا ذکر کیا اور مختلف حوالوں سے بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے خلافت رابعہ کے دور میں بے شمار پیشگوئیوں کو پورا فرمایا۔ آپ نے خلافت رابعہ کے دور میں عظیم الشان تحریکات کا ذکر کیا جن میں تحریک وقف نو، بیوت الحمد سکیم اور ایم ٹی اے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس جلسہ کی تیسری تقریر کا عنوان تھا "حضور انور کے مباہلہ کا چیلنج اور اس کے اثرات"۔ جلسہ کی آخری تقریر محترم نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔ آپ نے حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پاکستان

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں :-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔